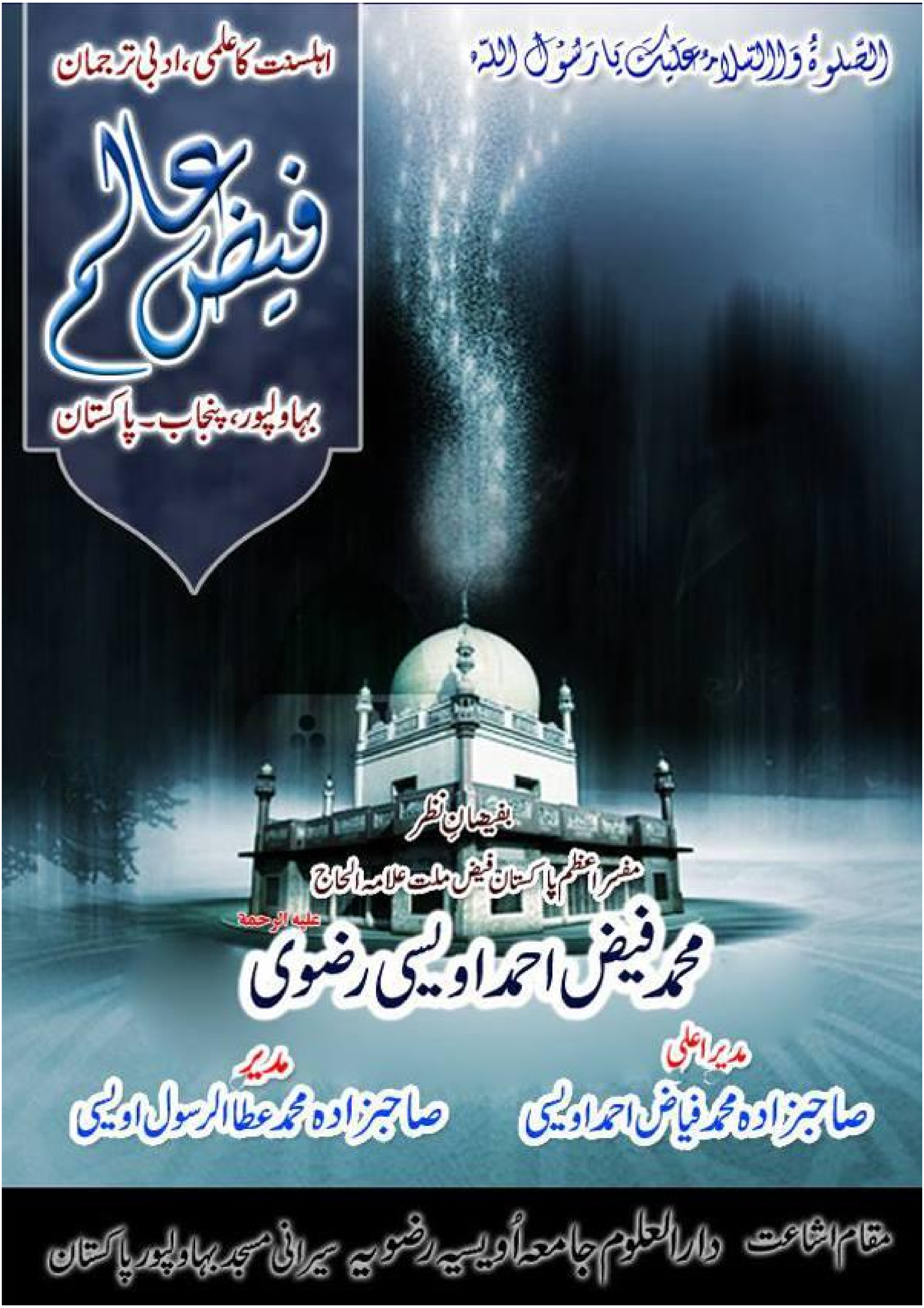

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

اہلسنت کا علمی، ادبی ترجمان

فیض عالم

بہاولپور، پنجاب۔ پاکستان

بفیضانِ نظر

مفسر اعظم پاکستان فیض ملت علامہ الحاج

محمد فیض احمد اویسی رضوی علیہ الرحمۃ

مدیر اعلیٰ
صاحبزادہ محمد فیاض احمد اویسی

مدیر
صاحبزادہ محمد عطاالرسول اویسی

مقام اشاعت دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور پاکستان

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین ﷺ

ماھنامہ فیضِ عالم

شعبان المعظم ١٤٣٥ھ

جون 2014ء

نوٹ: اگراس رسالے میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کرلیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

التجاء بحضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم

دے تبسم کی خیرات ماحول کو ہم کو درکار ہے روشنی یا نبی (ﷺ)
ایک شیریں جھلک، ایک نوری ڈھلک تلخ و تاریک ہے زندگی یا نبی ﷺ
اے نوید مسیحا تری قوم کا حال عیسیٰ کی بھیڑوں سے ابتر ہوا
اس کے کمزور اور بے ہنر ہاتھ سے چھین لی چرخ نے برتری یا نبی ﷺ
کام ہم نے رکھا صرف اذکار سے تیری تعلیم اپنائی اغیار نے
حشر میں منہ دکھائیں گے کیسے تجھے ہم سے ناکردہ کار امتی یا نبی ﷺ
دشمنِ جاں ہوا میرا اپنا لہو میرے اندر عدو میرے باہر عدو
ماجرائے تحیر ہے پرسیدنی، صورتحال ہے دیدنی یا نبی (ﷺ)
روح ویران ہے، آنکھ حیران ہے، ایک بحران تھا، ایک بحران ہے
گلشنوں، شہروں، قریوں پہ ہے پرفشاں ایک گھمبیر افسردگی یا نبی ﷺ
سچ مرے دور میں جرم ہے، عیب ہے، جھوٹ فنِ عظیم آج لاریب ہے
ایک اعزاز ہے جہل و بے رہ روی، ایک آزار ہے آگہی یا نبی ﷺ
رازداں اس جہاں میں بناؤں کسے، روح کے زخم جا کر دکھاؤں کسے
غیر کے سامنے کیوں تماشا بنوں، کیوں کروں دوستوں کو دکھی یا نبی ﷺ
زیست کے تپتے صحرا پہ شاہ عرب، تیرے اکرام کا ابر برسے گا کب
کب ہری ہو گی شاخ تمنا مری، کب مٹے گی مری تشنگی یا نبی یا نبی ﷺ
اب تو آشوب حالات نے تری یادوں کے چہرے بھی دھندلا دیئے
دیکھ لے تیرے تائب کی نغمہ گری، بنتی جاتی ہے نوحہ گری یا نبی (ﷺ)

☆......☆......☆......☆

آپ کی خصوصی توجہ اور آپ کی سہولت کے لئے

☆ آپ اپنے رسالہ کا بغور مطالعہ فرمایا کریں بلکہ احباب کو پڑھائیں اگر کہیں لفظی، علمی غلطی نظر آئے تو ہمیں ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ اصلاح ہو۔

☆ ماہنامہ فیضِ عالم میں حضرت فیضِ ملت حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے ہزاروں غیر مطبوعہ علمی، تحقیقی مذہبی مسودہ جات قسط وار شائع ہورہے ہیں آپ رسالہ کا مکمل مطالعہ ضرور فرمائیں۔

☆ سال کے بارہ شمارے مکمل ہونے پر جلد بندی ضرور کرالیں اس طرح آپ کے پاس علمی مواد محفوظ ہوکر آپ کی لائبریری کی زینت بنا رہے گا اور ردی ہونے سے بچ جائیگا۔ ☆ جس پتہ پر آپ کے نام رسالہ آرہا ہے اگر اس میں کوئی تبدیلی مقصود ہو تو جلد آگاہ فرمائیں۔

☆ ہر ماہ ۱۵ تاریخ تک رسالہ نہ ملنے کی صورت میں دوبارہ طلب کریں (لیکن ڈاک چوروں اور ڈاک خوروں کے محاسبہ کے بعد)۔

☆ آپ کو جب چندہ ختم ہونے کی اطلاع ملے تو پہلی فرصت میں چندہ ارسال کریں۔ وی پی طلب کرنے کی صورت میں آپکو اضافی رقم ادا کرنا پڑے گی اس لیے چندہ بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ ایم سی بی عیدگاہ برانچ بہاولپور کھاتہ نمبر 6-464 پر ارسال کریں۔

☆ دینی، دنیاوی، اصلاحی، عقائد، شرعی، روحانی، سائنسی و دیگر اہم معلومات کے لئے حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے رسائل کا مطالعہ فرمائیں اور اپنے حلقہ احباب کو بھی دعوت دیں خصوصاً اپنے بچوں کو مطالعہ کا عادی بنائیں۔ مزید معلومات کے لیے ہماری ویب سائٹ (www.faizahmedowaisi.com) بھی آپ اپنی اسکرین پر ملاحظہ کریں۔ (مدیر)۔

جائے ولادت کی مسماری کا شرمناک منصوبہ

(محمد احمد ترازی کراچی)

قومیں اپنے اسلاف اور اکابرین سے وابستہ نشانیوں کی حفاظت کرتی ہیں اور اِن تاریخی نوادرات اور ورثوں کو حوادثِ زمانہ سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کرتی ہیں، آج دنیا میں بے شمار تاریخی عمارات، نوادرات و کھنڈرات اور انبیاء کرام و صلحاء عظام سے منسوب مقابر جو مصر، عراق، فلسطین، شام اور اردن وغیرہ میں زیارت گاہ عام بنے ہوئے ہیں، اس کی عملی

مثال ہیں، مگر افسوس کہ سرزمین نجد و حجاز پر قبضے کے بعد سعودی حکومت نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم، امہات المومنین اور صحابہ کرام سے منسوب اُن تمام تاریخی مقابر اور عمارات کے نام و نشان تک مٹا دیئے جن سے مسلمانوں کو اپنے قلب میں ایمان کی ڈھرکنیں سنائی دیتی تھیں جبکہ اِن تاریخی مقامات کی حفاظت اور نئے سرے سے تزئین و آرائش کر کے محفوظ بنانے کیلئے سلطنت عثمانیہ نے بڑی محنت کی تھی۔ تاریخ بتاتی ہے کہ ترکوں نے اپنے دورِ حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ سے وابستہ ہر جسمانی، روحانی، تاریخی اور جمالیاتی کیفیت کو آئندہ نسلوں تک پہنچانے کی بھرپور کوشش کی حالانکہ یہ کام غیر شعوری طور پر عہد نبوی سے جاری تھا مگر ترکوں نے اِس کام کو شعوری رنگ دے کر عملی شکل دی اُنہوں نے یہ کام جنون کی حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور انسانی حواس کی حدود تک نفاست اور قلبی و ایمانی سچائی سے انجام دیا۔

اُن کو علم تھا کہ جس خطہ زمین پر آپ کا نزول ہوا، آپ کا پہلا قدم پڑا، جس کی آب و ہوا کا پہلا سانس آپ کے اندر جذب ہوا، جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجے کا گداز پہلی بار برداشت کیا اور سمجھا کہ یہ قد آور گوشے، خوشبو سے معطر لمحے اور کفر کو لرزہ بر اندام کرنے والی صدا کے نقش اوّل محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے نہیں بلکہ رہتی دنیا تک ہر کلمہ گو مسلمان کیلئے ازلی اور آبائی نشان ہیں، ترکوں کو اِس بات کا مکمل ادراک تھا، سو انہوں نے اِس کام کا آغاز مدینہ منورہ میں اُس میدان کے تعین سے کیا، جہاں آپ کے والد محترم حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حالاتِ بخار میں اپنے گھر سے دور اپنی اہلیہ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو حالت حمل میں بے سہارا چھوڑ کر ملک عدم کا سفر اختیار کیا تھا۔ ترکوں نے ایک پہاڑ کی کوکھ میں اُس چھوٹے سے گھر اور اُس میں واقع اُس شمالی کمرے کا بھی تعین کیا جس میں آپ کی ولادت باسعادت ہوئی، انہوں نے اُس پگڈنڈی کو بھی متعین کیا جو بیت اللہ کی جانب جاتی تھی جس پر چل کر آپ کے دادا حضرت عبدالمطلب نے نوزائیدہ رسول اللہ ﷺ کو اٹھا کر یہ دعا کی تھی کہ اے خالق کائنات اِس بچے پر رحم فرما، اِس واسطے کہ یہ بے آسرا اور یتیم ہے۔ ترکوں نے اِس شمالی کمرے، پگڈنڈی اور اِس دعا کے مقام کا بھی تعین کر کے نشان چھوڑا۔ ترکوں نے اُس مقام کا بھی تعین کر کے محفوظ کیا جہاں آپ نے چھ سال کی عمر میں اپنی والدہ ماجدہ کے ہمراہ اپنے والد ماجد کی قبر مبارک سے واپسی پر ایک رات قیام فرمایا اور جہاں آپ والدہ ماجدہ کے سائے سے ہمیشہ کیلئے محروم ہوئے، ترکوں نے اُس راستے کا بھی تعین کیا جس پر آپ نے اپنی والدہ کے وصال کے تین سال بعد اپنے دادا کے جسد خاکی کے ہمراہ رنجیدہ حالت میں سفر فرمایا تھا۔

غرض کہ ترکوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت سے لے کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے گھر، بنو ارقم کی بیٹھک، ورقہ بن نوفل کی دہلیز، حضرت اُم ہانی کے آنگن اور مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ میں واقع اُس قبرستان جس میں خانوادۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بیشتر افراد اور صحابہ کرام مدفن تھے، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے گھر، مسجد قبا، مسجد نبوی اور بنو نجار کی کچی بستی سے لے کر آپ کے وصال ظاہری تک تمام منسوب مقامات مقدسہ کو آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ بنانے کا فریضہ بہ احسن وخوبی انجام دیا۔ اِس تمام کاروائی میں ترکوں کا طریقہ بہت ہی موثر اور جداگانہ تھا جس کی ایک مثال خانہ کعبہ کے سامنے پہاڑ پر واقع اُس چھوٹی سی مسجد بلال کی ہے، جو زمانہ کی غفلت کی وجہ سے مٹی اور پتھر کا ڈھیر بن چکی تھی، اِس چھوٹی سی مسجد کو اُس کے اصلی خطوط پر دوبارہ تعمیر کرنے کیلئے ترکوں نے پہلے تمام مٹی، چونے اور اصلی پتھروں کو الگ کیا، اُس کے بعد مٹی اور چونے کو باریک چھلنیوں سے چھانا، بچے ہوئے چونے کا کیمیائی تجزیہ کر کے اُس کے اجزاء معلوم کیے، پھر اِن اجزاء کے اصلی ماخذ دریافت کر کے نئے اور پرانے چونے کو چنائی کیلئے استعمال کیا، اسی طرح پتھروں کو بھی اُس کی تراش، خراش اور ساخت کے مطابق اُسی جگہ نصب کیا گیا جیسا پہلی مرتبہ عہد نبوی میں تھا، اِس طرح وہی مٹی، وہی گارا، وہی چونا اور وہی پتھر بالکل اُسی طرح استعمال ہوا جیسا کہ مسجد کی تعمیر اوّل کے وقت تھا، یوں مسجد نئی ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی اصلی خدوخال اور اوّل خطوط پر قائم ہوگئی۔

اس کام کیلئے ترکوں نے پورے عالم اسلام سے عمارت سازی کے سینکڑوں ماہرین جو اعلیٰ معمار، بہترین نقشہ نویس، منفرد سنگ تراش، ماہر خطاط، تجربہ کار کیمیا گر، انوکھے شیشہ گر اور یگانہ روزگار رنگ سازوں کو جمع کیا، یہ لوگ صرف دو باتوں ''یعنی ایک تعمیر کے لمحہ اوّل سے لے کر تکمیل تک باوضو رہنے اور دوسرے اِس دوران ہر لمحہ تلاوت قرآن کرتے رہیں گے'' کے پابند تھے، سلطنت عثمانیہ کی زیرنگرانی اِن ماہرین فن نے کئی عشروں کی محنت کے بعد یہ کام مکمل کیا، درحقیقت مقامات مقدسہ کی تزئین و آرائش اور انہیں محفوظ بنانے کیلئے ترکوں کی یہ کوشش عالمِ اسلام پر سب سے بڑا احسان تھی مگر ۱۹۱۸ء میں پہلی جنگ عظیم میں انگریز، فرانسیسی اور اطالوی طاقتوں کے ہاتھوں ترک جرمن اتحاد کی شکست نے جرمنی کے دو ٹکڑے کرنے کے ساتھ ساتھ سلطنت عثمانیہ کی وسیع و عریض حدود کو بھی بکھیر کر رکھ دیا اور ۱۹۲۱ء میں نجد کے قبیلہ سعود نے فاتح طاقتوں کی ایماء پر نجد میں اپنی عملداری کا اعلان کر دیا۔ یہ عملداری ۱۹۲۶ء تک مکہ، مدینہ اور جدے پر قبضے کے بعد نجد و حجاز کی بادشاہت میں تبدیل ہوگئی۔

حجاز پر قبضے کے بعد سعودیوں نے حسبِ سابق سب سے پہلا کام یہ کیا کہ خانہ کعبہ، مسجد نبوی اور جہاں جہاں جس جس

عمارت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کندہ نظر آیا، اُس کو نہایت بھونڈے طریقے سے مٹا دیا، کہیں خطاطی اور فنونِ لطیفہ کے اِن نادر نمونوں پر تارکول اور پلستر تھوپ کر چھپا دیا گیا یا پھر چھینی اور ہتھوڑے کا استعمال کر کے اکھیڑنے کی جسارت کی گئی، اِس شرمناک گستاخی کے نشانات آج بھی حجاز کے طول و عرض اور خاص کر خانہ کعبہ کی پرانی مسجد اور مسجد نبوی کے در و دیوار پر نظر آتے ہیں، سعودیوں نے صرف اِسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ آپ سے منسوب ہر تاریخی، روحانی اور معاشرتی علامت کو اپنے خود ساختہ عقیدہ توحید کا ہدف بنایا۔ جنت المعلیٰ اور جنت البقیع کے تاریخی قبرستانوں جن میں حضرت عبدالمطلب، ابو طالب، ورقہ بن نوفل، حضرت خدیجہ، خاتونِ جنت، حضرت عباس، حضرت حلیمہ سعدیہ، کئی امہات المومنین، آپ کے صاحبزادے اور صاحبزادیاں اور خانوادۂ رسول کے دیگر اصحاب (رضی اللہ عنہم) آرام فرما تھے پر بلڈوزر چلا کر چٹیل میدان میں تبدیل کر دیا۔ جنت البقیع کے سامنے قائم شہداء کے مزارات سڑک کی نذر کر دیئے، خاتونِ جنت سے منسوب مسجد فاطمہ مسمار کر دی گئی، یوں نہ ابو طالب کا محلّہ رہا، نہ ورقہ بن نوفل کی دہلیز، نہ اُم ہانی کا آنگن رہا اور نہ ہی بنو ارقم کی بیٹھک۔ آج ابو طالب کے محلے پر جدید عمارت کھڑی ہے، ورقہ بن نوفل کا مکان کپڑے کے بازار کی لپیٹ میں آچکا ہے، دار الارقم موٹر گاڑیوں کا اڈا بنا ہوا ہے، اُم ہانی کا گھر توسیع حرم کی نذر ہو چکا ہے، ہجرت کے راستے کا نام و نشان مٹ چکا ہے، مسجد قبا کا قدیم کنواں پتھر کی سل سے بند کیا جا چکا ہے، مسجد فاطمہ آل سعود سے منسوب پارک میں تبدیل ہو چکی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کے آثار پر ایک لائبریری قائم ہو چکی ہے، جس کے حوالے سے سعودی حکام کہتے ہیں کہ یہ جگہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت نہیں ہے اسی وجہ سے انہوں نے دو سال قبل اِس لائبریری کو عوام الناس کیلئے بند کر دیا اور وہاں ایسے بورڈ آویزاں کر دیئے ہیں جن پر زائرین کو وہاں جانے سے منع کیا جاتا ہے۔

آج یہ جائے ولادت بھی جس پر لائبریری قائم ہے مکہ میں تعمیراتی منصوبوں کے باعث تباہی کے خطرے سے دوچار ہے، ایک برطانوی اخبار انڈیپنڈنٹ نے اپنی حالیہ اشاعت میں خبر دی ہے کہ مکہ میں تعمیر نو کے نئے منصوبوں کے تحت ممکن ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت پر نئی عمارتیں بنا دی جائیں، تعمیراتی منصوبے کی انچارج سعودی کمپنی بن لادن گروپ نے بھی حکومت کو یہی تجویز دی ہے کہ اونچی بنیاد پر قائم لائبریری اور اُس کے نیچے واقع عمارت کو مسمار کر کے امامِ کعبہ کی رہائش گاہ اور ساتھ واقع شاہی محل کیلئے راستہ نکالا جائے، اسی طرح ایک سعودی ماہر آثار قدیمہ ڈاکٹر عرفان العلاوی نے انکشاف کیا ہے کہ سعودی حکومت مسجد الحرام کے ساتھ واقع اِس مقام مولد پر قائم لائبریری کو بھی ختم کرنا

چاہتی ہے، وہ سعودی حکومت کے اِس موقف کہ یہ جگہ پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت نہیں ہے کی نفی کرتے ہوئے دعویٰ کرتے ہیں کہ صدیوں پرانے نقشے اور دستاویزات اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہی پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش ہے۔

قارئین محترم! ہر صاحبِ ایمان کے نزدیک پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ سے نسبت اور حوالہ محبت واحترام کا درجہ رکھتا ہے اور تقاضہ کرتا ہے اِس مقامِ مولد کی پوری پوری حفاظت کی جائے اور اُسے قائم رکھا جائے مگر افسوس کہ گیارہویں صدی کی آغوش میں پرورش پانے والی نجدیت جب بارہویں صدی میں قدم رکھتی ہے تو ایک ایسے عقیدے کو جنم دیتی ہے جس میں فتنہ وفساد اور فسق وفجور کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ اُنہوں نے مسلمانوں کے ادب واحترام اور عقیدت و محبت کو ختم کرنے اور مٹانے کیلئے کفر وشرک کے فتوؤں کا سہارا لیا، چنانچہ کسی کو کعبہ یا جالی مبارک کا بوسہ دیتے دیکھا تو مشرک ہونے کا فتویٰ داغ دیا، انبیاء کرام اور اولیائے وصالحین کے مقابر کو تعمیر وآباد اور پرہجوم دیکھا تو شرک قرار دے دیا یا انہیں زمین بوس کردیا، آل سعود کے ہاتھوں نجد وحجاز میں اسلامی ورثہ اور شعائر اللہ کی پامالی اور انہدام سے شروع ہونے والا سلسلہ آج دنیا کے بہت سے اسلامی ممالک تک پھیل چکا ہے، آج پاکستان میں بھی مزاراتِ اولیاء اور بزرگانِ دین کے مقابر پر ہونے والے بم دھماکے اسی تکفیری فکر کا شاخسانہ ہیں اور تکفیری دہشت گردی نے مساجد وامام بارگاہوں کے ساتھ ساتھ کوچہ وبازار کو بھی اپنی لپیٹ میں لیا ہوا ہے یہ لوگ طاقت کے زور پر اپنی نجدی فکر وفلسفہ منوانا چاہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دنیا سے یہ مراکز محبت وعقیدت ختم کرکے مسلمانوں کے دلوں سے ادب و احترام اور محبت نکال دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ مقاماتِ مقدسہ، مزاراتِ اولیاء اور قدیم مساجد ومقامات جیسے اسلامی ورثوں کے انہدام کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

جبکہ دوسری جانب سعودی حکومت اپنے آباؤ اجداد اور بادشاہوں کے آثار کو محفوظ بنانے کیلئے کروڑوں ریال خرچ کررہی ہے، یہ کتنی عجیب بات ہے کہ آل سعود کے آباؤ اجداد اور مطلق العنان حکمرانوں کے آثار کو محفوظ بنانے کیلئے کروڑوں ریال کا خرچ کرنا جائز اور عین اسلام قرار پاتا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اہلِ بیت رسول، صحابہ کرام اور اسلام کی محترم شخصیات سے نسبت وحوالے رکھنے والے متبرک ومقدس مقامات کی حفاظت کفر وشرک کے دائرے میں لی جاتی ہے۔ اَمر واقعہ یہ ہے کہ جائے ولادت کی مسماری کا مجوزہ منصوبہ ایک شریعت سوز کاروائی ہونے کے ساتھ، عالم اسلام کی غیرت وحمیت پر حملہ اور اللہ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی دشمنی کا مظہر ہے چنانچہ اِس دل ہلا دینے

والے انکشاف سے پورے عالمِ اسلام میں بے چینی اور اضطراب کی لہر دوڑ گئی ہے اور یہ خبر ہر باضمیر عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بجلی بن کر گری کہ آلِ سعود جس کے ہاتھ پہلے ہی خانوادۂ نبوت، امہات المومنین اور صحابہ کرام کے مزارات کے انہدام سے آلودہ ہیں، مکہ مکرمہ میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کو مسمار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے جو اہلِ محبت کیلئے نہایت دردناک اور قابلِ تشویش بات ہے۔

اس لیے دنیا بھر کے خوش عقیدہ اور باضمیر مسلمانوں کا فرضِ منصبی بنتا ہے کہ وہ استعماری ایجنٹ اور حجاز مقدس کو اپنی ذاتی جاگیر سمجھنے والے نفس کے غلام اُن حکمرانوں (اسلام کی نشانیوں کو ویران و تاراج کر کے اپنے محلات میں سونے چاندی کے ظروف و فانوس سے تزئین و آرائش کرتے ہیں) کے خلاف آواز بلند کر کے اس اسلامی ورثہ کی حفاظت کیلئے اپنا دینی فریضہ ادا کریں، ہم اُن تمام این جی اوز اور سماجی تنظیموں جو افغانستان میں چند بتوں کی مسماری پر سراپا احتجاج تھیں، سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ مولودِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی متوقع انہدام کے خلاف لب کشائی کرتے ہوئے میدانِ عمل میں آئیں، ساتھ ہی ہمارا تمام مسلم ممالک کی حکومتوں سے بھی مطالبہ ہے کہ وہ اُمتِ مسلمہ کا احتجاج سعودی ایوانوں تک پہنچائے اور تمام مقاماتِ مقدسہ بالخصوص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جائے ولادت کے تحفظ اور اُس عزت و حرمت کو یقینی بنانے کیلئے سعودی حکومت پر بھرپور دباؤ ڈالیں، تاکہ وہ اسلام کا مقدس نام لے کر مزید شعائرِ اسلامی کے انہدام سے اجتناب کرے۔

(بشکریہ ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

آہ جامعہ اُویسیہ رضویہ کا درخشندہ ستارہ علامہ عاشق مصطفیٰ قادری چل بسا: حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی نور اللہ مرقدہٗ کے مایہ ناز شاگرد رشید ممتاز عالمِ دین علامہ عاشق مصطفیٰ قادری ضلعی ناظم اعلیٰ جماعت اہلسنت بہاولپور ۱۵ رجب المرجب ۱۴۳۵ھ مطابق ۱۵ مئی ۲۰۱۴ء شب خمیس صبح ۳ بجے دل کا دورہ پڑنے سے راہی ملک بقا ہوئے:

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

موصوف کا شمار جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے اجل فضلاء میں سے تھا۔ انہوں نے جملہ علوم اسلامیہ عربیہ درس نظامی کی تکمیل حضور فیضِ ملت نور اللہ مرقدہٗ کے زیر سایہ جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں کی۔ سید الاولیاء شہنشاہ بغداد سیدنا الشیخ عبد القادر جیلانی حضور غوث الاعظم محبوب سبحانی رضی اللہ عنہ کے شہر بغداد سے عربک میں ڈپلومہ کیا۔ الشہادۃ العالمیہ فی علوم عربیہ (ایم اے عربی/اسلامیات) کا امتحان تنظیم المدارس اہلسنت پاکستان کے بورڈ سے اعلیٰ نمبروں سے پاس

کیا۔ ۱۹۸۷ء سے گورنمنٹ اسکولز میں بطور عربی معلم کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ گذشتہ تیس سالوں سے جنرل بس اسٹینڈ بہاولپور کی مرکزی جامع مسجد غوثیہ میں امام وخطیب تھے اہلسنت کی مختلف مذہبی تنظیموں میں قائدانہ صلاحیتوں کے ساتھ رہنمائی کررہے تھے۔ اپنی مادرِ علمی جامعہ اُویسیہ رضویہ میں درسِ نظامی کے اسباق پڑھاتے تھے اپنے وصال سے ایک روز قبل دورۂ تفسیر القرآن کی کلاس میں مختلف قرآنی آیات پر طلباء کو نوٹس تیار کرائے۔ گذشتہ کئی سالوں سے حرمین شریفین کی سعادت سے بہرہ مند ہوتے رہے دومرتبہ حج کی سعادت حاصل کی، حضور فیضِ ملت نوراللہ مرقدہٗ کے ہمراہ کئی بارعمرہ شریف کی ادائیگی اور گنبدِ خضراء کے سائے مسجد نبوی شریف میں اعتکاف نصیب ہوا۔ امسال بھی شعبان المعظم کے آخری عشرہ میں زیارتِ حرمین طیبین کے لئے ۲۳ جون کو سیٹ کرائی ہوئی تھی کہ مستقل کا بلاوا آ گیا۔ شام چھ بجے عیدگاہ نزد جامع مسجد الشمس شاہدرہ بہاولپور میں نماز جنازہ ہوا۔ انہیں ان کے آبائی گاؤں موضع قادرپور ضلع بہاولپور میں سپردخاک کیا گیا۔ مرحوم نے اپنے پسماندگان میں والدین، تین بھائی، ایک بیوہ، ایک بیٹی چھوڑی ہے اللہ تعالیٰ انہیں صبرجمیل عطاء فرمائے۔ آمین۔

اپنے مربی مشفق استاذِ گرامی حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نوراللہ مرقدہٗ کے ساتھ والہانہ عقیدت کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ اپنے باشعور زندگی میں روزانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اپنی زندگی کی آخری رات ۱۱ بجے تک حضور فیضِ ملت کے مزار شریف پر حاضر رہے اور اپنی مادرِ علمی اور جماعت اہلسنت کے اہم امور نمٹاتے رہے۔

ایصالِ ثواب کے لیے تقریبات: مدینہ منورہ سے ملک اللہ بخش کلیار کالم نویس ''ماہنامہ فیضِ عالم'' بہاولپور نے تعزیتی کالم ارسال فرمایا لکھتے ہیں:

بہاولپور کی معروف علمی شخصیت علامہ عاشق مصطفیٰ بقضائے الٰہی رحلت فرماگئے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن) بے شک ہم اللہ کے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس عطا فرمائے۔ انہیں اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اللہ تعالیٰ مرحوم کو منکر نکیر کے سوالات پر ثابت قدمی عطا فرمائے۔ (اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْ عَلٰی سُوَالِ مُنْکَرٍ وَنَکِیْرٍ) **ترجمہ:** اے اللہ تو ثابت رکھ منکرونکیر کے سوال پر۔

ہم مرحوم کے اہلِ خانہ اور تمام احباب کے غم میں برابر کے شریک ہیں (اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَکَ وَاَحْسَنَ عَزَآءَکَ وَغَفَرَ لِمَیِّتِکَ).

اللہ تعالی تیرا اجر بڑھائے اور تمہیں اچھے طریقے سے تسلی دے اور تمہارے فوت شدہ کو معاف فرمائے۔

مرحوم جامعہ اُویسیہ بہاولپور سے عرصہ طویل سے وابستہ رہے۔ درس وتدریس کے سلسلے میں مرحوم کی علمی خدمات کو اللہ تعالی قبول فرمائے ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے مدینہ منورہ میں تمام احباب ان کی مغفرت کے لیے دعا گو ہیں (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ وَالْاَمْوَاتِ) اے اللہ تمام مومن مردوں اور عورتوں کی مغفرت فرما۔

مرحوم کے لیے اللہ رب العزت کے حضور دعا ہے (اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہ، اَللّٰھُمَّ ثَبِّتْہُ) اے اللہ ! اس کی مغفرت فرما اور اس کو ثابت قدم رکھ۔

☆۱۶ مئی کو سیرانی مسجد بہاولپور میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع میں فاتحہ خوانی ہوئی۔ میانوالی میں حضرت سید محمد منصور شاہ نے جامعہ غوثیہ واحدیہ فیض العلوم میں تعزیتی تقریب کا اہتمام کیا۔

☆۱۸ رجب المرجب بروز اتوار صبح ۸ تا ۱۰ بجے ان کے آبائی گاؤں قادر پور خانپور نورنگہ میں قل شریف کی تقریب میں علماء کرام ومشائخ عظام حضرت علامہ صاحب کی دینی، اسلامی، خدمات پر زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے شہزادگان نے کہا کہ ہم ایک عظیم ساتھی سے محروم ہوئے وہ جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے درخشندہ ستارہ تھے۔ بعد نمازِ ظہر ان کے ایصالِ ثواب کے لیے قرآنی خوانی ومحفل درود وسلام جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی بہاولپور میں ہوئی۔

☆۱۹ مئی سوموار بعد نماز عصر کو جامع مسجد فردوس شاہدہ بہاولپور میں الحاج محمد حنیف سعیدی صدر میلاد مصطفٰی کمیٹی بہاولپور نے تعزیتی محفل کا اہتمام کیا بہاولپور کے علماء کرام کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

☆۲۰ مئی منگل کو بعد نماز عصر جامع مسجد غوثیہ جنرل بس اسٹینڈ بہاولپور میں تعزیتی محفل ہوئی۔

سہارا نیوز انڈیا میں: ۱۰ مئی ۲۰۱۴ء سے سہارا نیوز پیپر ممبئی (انڈیا) میں قبلہ حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی صاحب علیہ الرحمہ کا مضمون ''قبلہ اول بیت المقدس'' قسط وار شائع ہو رہا ہے۔ یہ آرٹیکل ہمیں مدینہ منورہ سے راجہ بھائی نے میل کیا۔

طیبہ کے خیالوں میں دن پورا گذرتا ہے   عاشق کی گذرتی ہے ہر رات مدینے
ہے اپنا کام مدینے کی آرزو رکھنا   پھر ان کا کرم ہے، جذبے کی آبرو رکھنا

پاسبانِ مسلکِ رضا نباضِ قوم حضرت علامہ الحاج مفتی قبلہ ابوداؤد محمد صادق رضوی دامت فیوضاتھم ایک عرصہ سے بیمار ہیں قارئین کرام سے اپیل ہے کہ ان کی مکمل صحت کے ساتھ درازیٔ عمر کی دعا کریں۔

(محمد فیاض احمد اُویسی)

﴿جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کا تعلیمی سفر﴾

(ازشوال المکرّم تا شعبان المعظم ۱۴۳۵ھ)

علماء کرام کی فضیلت سبحان اللہ!

جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں دورۂ تفسیر القرآن کے لئے ملک بھر سے فضلاء وعلماء کرام حضور مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت علامہ اُویسی صاحب محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کی خدمت میں حاضر ہوکر روحانی فیض حاصل کرنے آئے ہیں یقیناً ملک کے دور دراز علاقوں سے آنے والے یہ مہمانانِ رسول ﷺ طلب علم کی خاطر آئے ہیں۔ دورہ حاضرہ میں خالص علم دین کے لیے سفر کرنا جہاد اکبر ہے زیر نظر حدیث مبارکہ میں علمِ دین کے حصول کی برکات اور علماء حق کی فضیلت کا بیان ہے۔ علم پرور حضرات قارئین کرام پڑھ کر ضرور لطف اندوز ہونگے۔

(محمد فیاض احمد اُویسی رضوی)

حضرت قیس بن کثیر سے روایت ہے کہ مدینہ سے ایک شخص دمشق میں حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے اس سے آنے کا سبب پوچھا؟ اس نے عرض کیا ایک حدیث سننے آیا ہوں مجھے پتہ چلا ہے کہ آپ وہ حدیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہیں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کسی ضرورت کے لئے تو نہیں آئے؟ کہا نہیں پھر فرمایا تجارت کے لئے تو نہیں آئے۔ عرض کیا نہیں فرمایا تم صرف اس حدیث کی تلاش میں آئے ہو تو سنو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا "مَنْ سَلَکَ طَرِیقًا یَبْتَغِیْ فِیْهِ عِلْمًا سَلَکَ اللّٰهُ بِهِ طَرِیقًا إِلَی الْجَنَّةِ وَإِنَّ الْمَلَائِکَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضَاءً لِطَالِبِ الْعِلْمِ وَإِنَّ الْعَالِمَ لَیَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِی السَّمٰوَاتِ وَمَنْ فِی الْأَرْضِ حَتّٰی الْحِیتَانُ فِی الْمَاءِ وَفَضْلُ الْعَالِمِ عَلَی الْعَابِدِ کَفَضْلِ الْقَمَرِ عَلٰی سَائِرِ الْکَوَاکِبِ إِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْأَنْبِیَاءِ إِنَّ الْأَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِینَارًا وَلَا دِرْهَمًا إِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ فَمَنْ أَخَذَ بِهِ أَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ".

یعنی اگر کوئی شخص علم کا راستہ اختیار کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا ایک راستہ آسان کر دے گا اور فرشتے طالبِ علم

کی رضا کے لئے (اس کے پاؤں کے نیچے) اپنے پَر بچھاتے ہیں۔ عالم کے لئے آسمان و زمین میں موجود ہر چیز مغفرت طلب کرتی ہے۔ یہاں تک کہ مچھلیاں پانی میں اس کے لئے استغفار کرتی ہیں۔ پھر عالم کی عابد پر اس طرح فضیلت ہے جیسے چاند کی فضیلت ستاروں پر۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں اور بے شک انبیاء کی وراثت درہم و دینار نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث علم ہے۔ پس جس نے اسے حاصل کیا اس نے انبیاء کی وراثت سے بہت سارا حصہ حاصل کرلیا۔

(جامع ترمذی: جلد دوم: حدیث نمبر ۵۹۳)

☆ گزشتہ نصف صدی سے حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہٗ کا قائم کردہ دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور علمی، روحانی، دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے اس سے علمی، روحانی فیضان حاصل کرنے والے نہ صرف پاکستان میں بلکہ دنیا بھر میں علمی جہاد میں سرگرمِ عمل ہیں۔ اس ادارہ سے علوم اسلامیہ عربیہ پڑھ کر فارغ التحصیل علماء کرام پیارے مصطفیٰ کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) کے دینِ حق کا پیغام پہنچا رہے ہیں۔

اس سال کی تعلیمی رپورٹ: اس سال دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں دورۂ حدیث و تفسیر درس نظامی کے کورسز کرائے گئے۔ جو الحمد للہ و بکرم مصطفیٰ ﷺ بہت زیادہ کامیاب ہوئے۔

شعبہ درس نظامی میں ۱۳ طلباء نے (الشہادۃ العالمیہ) ایم اے، کچھ طلباء (الشہادۃ العالیہ) ایف۔ اے، ۱۲ طلباء (الشہادۃ العامہ) میٹرک میں شریک ہوئے جبکہ شعبہ حفظ میں ۹ طلباء نے قرآن پاک حفظ کی سعادت حاصل کی۔ دورہ تفسیر القرآن میں ۴۲ علماء و مشائخ کرام نے شریک ہونے کی سعادت حاصل کی جبکہ طالبات میں ۵ بچیوں نے حفظ، ۷ نے ناظرہ قرآن پاک مکمل کیا۔ دورہ تفسیر القرآن کی سعادت حاصل کرنے والی خوش نصیب ۳۷ طالبات تھیں جبکہ طلباء نے گورنمنٹ پنجاب کے محکمہ ٹیوٹا کے زیر اہتمام جامعہ ہذا میں الیکٹرک اور کمپیوٹر کورسز مکمل کیے۔

تعلیم و تربیت: طلباء کی تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت پر خاص توجہ دی جاتی ہے نماز باجماعت کی پابندی صبح نمازِ فجر کے بعد ایک تسبیح کلمہ شریف اور ایک تسبیح درود پاک ورد ہوتا ہے یہ سلسلہ حضرت فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ نے خود شروع فرمایا تھا۔ روزانہ تعلیمی کلاسوں کا آغاز اجتماعی طور پر درود و سلام بحضورِ سید الانام ﷺ پیش کرنے سے ہوتا ہے۔ اسمبلی میں تلاوت، دعائیہ کلام اور قصیدہ بردہ شریف کے ساتھ طلباء کی حاضری ہوتی ہے۔ "اَلدِّیْنُ کُلُّہٗ اَدَبٌ" کے تحت انبیاء کرام علیہم السلام بالخصوص امام الانبیاء محبوبِ خدا ﷺ صحابہ و اہلِ بیت کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اولیاء محبوبانِ خدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اساتذہ و والدین کے ادب و آداب کی خصوصی تربیت دی جاتی ہے تاکہ طلباء اپنی تعلیم کی

تکمیل کے بعد باادب مسلمان اور سلیقہ مند پاکستانی بن کر ملک وملت کی رہبری ورہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

شعبہ دورۂ تفسیر القرآن: حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان شیخ الحدیث علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی نوراللہ مرقدہٗ نے پہلا دورۂ تفسیر القرآن ۱۹۶۱ء میں مدرسہ سراج العلوم خانپور کٹورہ ضلع رحیم یارخان میں شروع کیا جس کا افتتاح حضور غزالی زماں رازیٔ دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی محدث ملتانی قدس سرہٗ نے فرمایا جبکہ بہاولپور میں ۱۹۶۳ء سے دورۂ تفسیر القرآن شروع کرایا پھر آپ نے ملک کے بیشتر شہروں میں دورہ تفسیر کے کورسز کرائے جن میں ہزاروں علماء کرام نے قرآنی علوم مختلف آیات کے مفاہیم، مطالب، مستند تفاسیر سے عالمانہ وصوفیانہ تفسیر پڑھ کر نوٹس تیار کیے۔

نصف صدی سے زائد آپ نے عشقِ رسول کریم رؤف ورحیم ﷺ کی خیرات تقسیم فرمائی، ہزاروں ویراں دلوں کو نورِ قرآن سے جگمگایا۔ آج آپ کے فیض یافتگان دنیا بھر میں شمعِ علم روشن کر کے جہالت کے خلاف برسرِ پیکار ہیں۔

خری دورۂ تفسیر: شعبان المعظم ۱۴۳۱ھ میں حضور فیضِ ملت نوراللہ مرقدہٗ باوجود شدید علالت اور کمزوری کے کلاس میں بہت سارے اہم موضوعات پر درس ارشاد فرماتے رہے اور آپ نے دورۂ قرآن میں شریک علماء ومشائخِ عظام/طالبات وعالمات کو آخری درس دیتے ہوئے فرمایا کہ شاید فقیر آئندہ سال دورہ نہ پڑھا سکے لگتا ہے کہ یہ دورہ فقیر کا آخری ہو آپ کے یہ کلمات سن کر شرکائے دورہ اشکبار ہوگئے۔ آخر غم کی وہ گھڑیاں آن پہنچی جن کے تصور سے آپ کے تلامذہ، متعلقین، منسلکین کے دل کانپتے تھے ۱۵رمضان المبارک ۱۴۳۱ھ مطابق ۲۶ اگست ۲۰۱۰ء (۱۱ر بھادوں ۲۰۶۷ بکرمی) بروز جمعرات صبح سوا چھ بجے آپ اپنے جامعہ اُویسیہ رضویہ سیرانی مسجد بہاولپور میں نمازِ فجر کی ادائیگی کے بعد عالمِ فانی سے دارالبقاء کی طرف تشریف لے گے۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)۔ آپ کے وصال شریف کے بعد جامعہ کے تعلیمی، تدریسی، تصنیفی کے جملہ اُمور نہایت احسن انداز سے چل رہے ہیں۔ ”الحمدللّٰہ علیٰ ذالک“۔

بالخصوص دورۂ تفسیر القرآن کے کورس میں ملک کے مختلف اضلاع سے فضلاء کثیر تعداد میں آپ کے یادگار ادارہ میں حاضر ہو کر قرآنِ پاک کا ترجمہ (کنزالایمان شریف) وتفسیرِ قرآنی، رموز واسرار بے شمار علمی، فقہی، روحانی موضوعات پر نوٹس تیار کرتے رہے ہیں اس کورس میں تمام اختلافی مسائل پر سیر حاصل بحث ہوتی رہتی ہے اس سال حضور مفسرِ اعظم پاکستان نوراللہ مرقدہٗ کے صاحبزادگان علامہ محمد عطاء الرسول اُویسی محمد فیاض احمد اُویسی کے علاوہ علامہ امیر احمد نوری

اُویسی، صدرِ مدرس جامعہ ہٰذا علامہ حافظ بشیر احمد اُویسی علامہ مولانا مفتی محمد قربان اُویسی، حضرت علامہ محمد رمضان مدنی، شیخ الحدیث علامہ پیر ہادی بخش صدیقی حب چوکی، علامہ امیر احمد نقشبندی رضوی، علامہ عاشق مصطفیٰ قادری رحمۃ اللہ علیہ (فضلاء جامعہ ہٰذا) نے ملک بھر سے آئے ہوئے علماء کرام فضلاء/فاضلات کو ترجمہ وتفسیر کے علاوہ مختلف موضوعات پر حضرت مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت نور اللہ مرقدہٗ کے طریقۂ تدریس کے مطابق علمی نوٹس تیار کرائے۔

تفصیل کچھ یوں ہے کہ ۱۰ رجب المرجب بروز ہفتہ بعد نمازِ ظہر جامع سیرانی مسجد کے ہال میں دورۂ تفسیر القرآن کی افتتاحی تقریب ہوئی تلاوتِ کلام پاک ونعتِ رسول ﷺ پیش کرنے کی سعادت حاصل کی گئی۔ جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے صدرِ مدرس علامہ محمد امیر احمد نوری نقشبندی نے شرکائے تقریب کو بتایا کہ ادارہ ہٰذا میں طلباء کو مکمل درسِ نظامی پڑھایا جاتا ہے ہماری کوشش ہوتی ہے کہ اس جامعہ سے باعمل علماء ومدرس تیار ہو کر مدارس کی زینت بنیں۔

دورۂ تفسیر القرآن کی افتتاحی تقریر میں صاجزادہ محمد فیاض احمد اُویسی نے کہا کہ جامعہ ہٰذا میں گذشتہ نصف صدی سے دورۂ تفسیر کی کلاس جاری ہے۔ پچاس سال تک حضور فیضِ ملت نور اللہ مرقدہٗ خود اس کلاس کو پڑھاتے رہے اب گذشتہ چار سالوں سے یہ ذمہ داری آپ کے فیض یافتگان نہایت احسن انداز سے نبھا رہے ہیں بظاہر ہماری آنکھوں سے وہ اوجھل ہیں مگر سچ یہ ہے کہ مصطفیٰ کریم ﷺ کے غلام جہاں بھی رہیں مدینے سے ملنے والی خیرات تقسیم کرتے رہتے ہیں۔

تقریب میں جگر گوشہ فیضِ ملت علامہ الحاج محمد عطاء الرسول اُویسی، جگر گوشہ فیض ملت علامہ صاجزادہ محمد ریاض اُویسی ودیگر علماء کرام ومشائخ عظام شریک سعادت ہوئے۔

اوقات تدریس کچھ اس طرح رہے: روزانہ صبح ۸ تا ۱۱:۳۰ بجے اور شام ۳ تا ۵ دروس کا سلسلہ جاری رہا علماء کرام ومشائخِ عظام (طلباء/طالبات) کے علاوہ بہاولپور ومضافات سے اہلِ محبت شریکِ درس رہے۔

طالبات کی دوپٹہ پوشی وتقسیمِ اسناد کی تقریب بروز جمعرات مدرسہ اُویسیہ للبنات کے تعلیمی ہال میں ہوئی معزز بزرگ خواتین نے دورۂ تفسیر القرآن میں شرکت کرنے والی طالبات کی پردہ پوشی کرائی سند کے ساتھ مختلف کتب/رسائل کے گفٹ پیک دیئے گئے۔

تقریب تقسیمِ اسناد و دستارِ فضیلت: دورۂ تفسیر القرآن کی تکمیل کرنے والے طلباء کی دستار بندی ۳۰ مئی جمعۃ المبارک کو ہوئی۔ تقریب کا آغاز ۲ بجے تلاوتِ کلامِ مجید ونعتِ رسولِ کریم ﷺ کے ساتھ ہوا دورۂ

تفسیر کے طلباء سے علمائے کرام نے خطابات کئے جامعہ کے شیخ الحدیث علامہ محمد امیر احمد نوری اُویسی نے ”ذوقِ علم اور ہمارے اسلاف“ جیسے اہم موضوع پر خطاب کیا اور طلباء کو کتب کے مطالعہ کی ترغیب دی۔ بعدازاں جامعہ کے ناظمِ اعلیٰ صاحبزادہ محمد فیاض احمد اُویسی نے ”حضور فیضِ ملت کا بہاولپور میں مسلکِ حق اہلسنت کے فروغ میں کردار“ کا مختصر خاکہ پیش کیا اور طلباء کو تاکید کی کہ وہ حضور فیضِ ملت نوراللہ مرقدہٗ کی زندگی کو پیشِ نظر رکھ کر نظامِ مصطفیٰ کے علمی نفاذ اور مقامِ مصطفیٰ کے تحفظ کے لیے خدمات انجام دیں۔

﴿ہر اک غلام کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں﴾

۱۹۶۵ء کی جنگ ختم ہونے کے چند ماہ بعد مدینہ منورہ میں ایک عمر رسیدہ پاکستانی خاموش بیٹھا آنسو بہاتے ہوئے روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھے جا رہا تھا۔

یہ پاکستانی، ۱۱ستمبر ۱۹۶۵ء کو سیالکوٹ چھلورا محاذ پر شہید ہونے والے کوئٹہ انفنٹری اسکول کے انسٹرکٹر میجر ضیاء الدین عباسی (ستارہ جرأت) کے والد گرامی تھے۔

میجر ضیاء الدین عباسی کے ٹینک کو دشمن کی توپ کا گولہ لگا جس سے وہ شہید ہو گئے۔ جب صدر ایوب خان کی طرف سے میجر عباسی شہید کے والد اپنے شہید بیٹے کو بعد از شہادت ملنے والا ستارہ جرأت وصول کر رہے تھے تو ایوب خان نے ان سے ان کی کوئی خواہش پوچھی، تو انہوں نے عمرہ کی خواہش کا اظہار کیا جسے ایوب خان نے فوراً قبول کر لیا۔ شہید میجر ضیاء الدین عباسی ستارہ جرأت کے والد جب روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلام کے سامنے بیٹھے آنسو بہا رہے تھے تو خادم مسجد نبوی وہاں آئے اور وہاں بیٹھے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ آپ میں سے کوئی پاکستان سے تعلق رکھتا ہے؟ میجر عباسی شہید کے والد نے خادم مسجد نبوی کے استفسار پر کہا کہ وہ پاکستان سے آئے ہیں۔ خدام مسجد نبوی نے ان سے پوچھا کہ پاکستانی فوج کے میجر ضیاء الدین عباسی شہید کا نام آپ نے سنا ہے، ان کو آپ جانتے ہیں؟ اس پر شہید کے والد نے حیرت سے کہا کہ وہ ہی اس شہید کے والد ہیں۔

یہ سنتے ہی خوشی اور مسرت سے لبریز خادم خاص نے آگے بڑھ کر زور سے انہیں گلے لگا لیا اور ان کے بوسے لیتے ہوئے کہا کہ آپ یہیں رکیں، میں کچھ دیر بعد آتا ہوں۔ پھر خادم شہید میجر عباسی کے والد کو اپنے گھر لے گئے جہاں انہیں بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے اہل وعیال کے ساتھ کھانا کھلایا۔ سب گھر والے ان کے ساتھ بڑی عزت اور احترام سے پیش آرہے تھے۔ میجر عباسی شہید کے والد بہت حیران تھے کہ یاالٰہی یہ کیا ماجرا ہے؟ میں تو انہیں جانتا تک نہیں بلکہ زندگی

میں پہلی بار میرا سعودی عرب آنا ہوا ہے۔ اسی شش و پنج میں تھے کہ خادم خاص روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ہاتھوں کے ایک بار پھر بوسے لیے اور شہید عباسی کے والد کی حیرانگی دور کرتے ہوئے کہنے لگے کہ جب پاکستان اور ہندوستان کی جنگ ہو رہی تھی تو ۱۱ ستمبر کی رات میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اپنے جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ اجمعین کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔

کچھ لمحوں بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے ہاتھوں میں ایک لاشہ اٹھائے وہاں تشریف لاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ شہید عباسی اسی طرح بہادری سے کفار کے خلاف جنگ لڑے ہیں جیسے آپ میرے ساتھ غزوات میں کفار کے خلاف لڑتے رہے ہیں۔ خادم مسجد نبوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت سب نے ان کی نماز جنازہ ادا کی اور حکم دیا کہ انہیں جنت بقیع میں دفن کر دیا جائے۔

عین اسی دن ریڈیو پاکستان پر ایک نیا جنگی ترانہ گونج رہا تھا...... چلے جو ہو گے شہادت کا جام پی کر تم...... رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے بانہوں میں لے لیا ہو گا...... علی تمہاری شہادت پہ جھومتے ہوں گے...... حسین پاک نے ارشاد یہ کیا ہو گا:

''اے راہِ حق کے شہیدوں تمہیں خدا کی رضائیں سلام کہتی ہیں''

(منیر احمد بلوچ کے کالم ''ایک اور ایک'' سے اقتباس، روزنامہ دنیا میں شائع شدہ ۱۲۷ اگست ۲۰۱۳ء)

غیر مقلدین کی درندگی

گزشتہ کئی ماہ سے علاقہ ٹیل والہ یزمان بہاولپور میں وہابی غیر مقلدین اہلسنت پر پمفلٹ کے ذریعے غلط الزامات لگا رہے تھے غیرت مند سنیوں نے انہیں روکا مگر باز نہ آئے گزشتہ روز ۲۷ مئی کو چک ۱۱۷ میں اہلسنت کے نوجوانوں نے معززین علاقہ کو ان کی شرارت سے آگاہی کے لیے اجلاس طلب کیا۔ مغرب کے وقت خارجی وہابیوں غیر مقلدین نے فائرنگ کر دی جس کے نتیجہ میں ۲۲ سالہ محمد فرحان موقعہ پر شہید ہوا۔ وہابیوں کی اس درندگی کے خلاف ضلع میں احتجاج شروع ہو گیا۔ متعلقہ تھانہ میں ملزمان کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گئی ہے۔ غور طلب امر یہ ہے کہ تکفیری وہابی دنیا بھر کے مسلمانوں کو ظلم کا نشانہ کیوں بنا رہے ہیں؟ آئے روز دہشت گردی میں کئی بے گناہ افراد لقمہ اجل بن رہے ہیں؟ مزاراتِ مقدسہ کو گرانا ان کے دین دھرم میں بہت بڑی عبادت ہے پاکستان کے صاحبان اقتدار خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں لیکن یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خدا کی لاٹھی بے آواز ہے ظالم کے ہاتھ جتنے لمبے ہو جائیں

آخر وہ عبرت کا نشانہ بنتا ہے۔ محمد فرحان کا خون ضرور رنگ لائے گا۔ کیونکہ شہید کی جو موت ہے وہ قوم کی حیات ہے۔ اہلسنت کے غیور عوام و خواص اپنے حقوق کا تحفظ جانتے ہیں۔

مردہ دل

تحریر: الحاج ملک اللہ بخش کلیار (مدینہ منورہ)

جس دل میں اللہ تعالی کی یاد نہ ہو وہ مردہ دل ہے یہ قلب سلیم کی ضد ہے یعنی جو دل اللہ تعالی کی کائنات پر غور و فکر نہیں کرتا اپنا محاسبہ نہیں کرتا اسکی کاریگری پر تدبر و تفکر نہیں کرتا ہر وقت اپنی خواہشات کی تکمیل میں لگا رہتا ہے۔ خواہشات اسکی قائد اور رہبر ہوتی ہیں سچائی اور حق سے یہ دل محروم ہو جاتا ہے یہی مردہ دل ہوتا ہے بقول شاعر مشرق علامہ محمد اقبال!

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرض کہن کا چارہ

جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَرَءَیْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰـهَهٗ هَوٰهُ ط اَفَاَنْتَ تَكُوْنُ عَلَیْهِ وَكِیْلًاo اَمْ تَحْسَبُ اَنَّ اَكْثَرَهُمْ یَسْمَعُوْنَ اَوْ یَعْقِلُوْنَ ط اِنْ هُمْ اِلَّا كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًاo (الفرقان، آیت ۴۳،۴۴)

ترجمہ: کیا تم نے اسے دیکھا جس نے اپنے جی کی خواہش کو اپنا خدا بنا لیا تو کیا تم اس کی نگہبانی کا ذمّہ لو گے یا یہ سمجھتے ہو کہ ان میں بہت کچھ سنتے یا سمجھتے ہیں وہ تو نہیں مگر جیسے چوپائے بلکہ ان سے بھی بدتر گمراہ۔

(سورہ الاعراف آیت ۱۷۹) میں ارشاد فرمایا "وَ لَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِیْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا ز وَ لَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا ز وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا ط اُولٰٓىٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ط اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَo"

ترجمہ: اور بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کئے بہت جن اور آدمی وہ دل رکھتے ہیں جن میں سمجھ نہیں اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں اور وہ کان جن سے سنتے نہیں وہ چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ وہی غفلت میں پڑے ہیں۔

دل، آنکھ، کان دیگر اعضاء اللہ نے اس لیے دی ہیں کہ انسان ان سے نفع اٹھاتے ہوئے اپنے رب کو سمجھے اس کی آیات

حق کا مشاہدہ کرے اور حق بات پر غور کرے۔ یعنی موعظت و نصیحت کو قبول کرے اور جو انسان باوجود دل و حواس رکھنے کے امورِ دین میں ان سے نفع نہیں اٹھاتا اپنے دل و حواس سے مَدارکِ علمیّہ و معارفِ ربّانیّہ کا اِدراک نہیں کرتا جسکے لیے دل دیا گیا ہے۔ اس کی مثال جانوروں جیسی ہے حالانکہ کھانے پینے کے معاملے میں تمام جانور بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں، اگر انسان بھی اتنا ہی کرتا رہا تو اسے جانورں پر کیا فضیلت ہے؟ بلکہ وہ ان سے بھی زیادہ گمراہ ہے۔ اس لیے کہ جانور تو اپنے نفع و ضرر کا کچھ شعور رکھتے ہیں اور فائدہ والی چیزوں سے فائدہ اٹھاتے اور ضرر والی چیزوں سے بچ کر رہتے ہیں حق تعالیٰ کی ہدایت سے اعراض کرنے والے دل کے اندر تو یہ تمیز کرنے کی صلاحیت ہی ختم ہو جاتی ہے کہ اس کے لیے مفید چیز کون سی ہے اور مضر کون سی؟ اللہ تعالیٰ نے انسان کے دل میں روحانی، شہوانی طاقتیں رکھی ہیں جب اس کی روح کی طاقت شہوات پر غالب ہو جاتی ہے تو فرشتوں سے فائق ہو جاتا ہے اور جب دل کی طاقت شہواتِ روح پر غلبہ پا جاتی ہیں تو جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے اور یہی مردہ دل انسان ہوتے ہیں یہ بظاہر چلتے پھرتے کھاتے پیتے نظر آتے ہیں حقیقت میں مردہ دل ہوتے ہیں۔ دل زندہ کس طرح ہوگا؟ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے، غور و فکر سے، اپنے محاسبہ سے، اللہ تعالیٰ کا کلام دلوں کو زندہ کرتا ہے اس کلام پاک میں مردہ دلوں کے مرض کی شفاء ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ" **ترجمہ** اور ہم میں اتارتے ہیں وہ چیز جو ایمان والوں کے لئے شفا اور رحمت ہے۔ (پارہ ۱۵، سورۂ بنی اسرائیل، آیت ۸۲)۔

اللہ تعالیٰ اپنی کتاب کے بارے میں فرماتا ہے یہ قرآن مومنوں کے دلوں کی تمام بیماریوں کے لئے شفا ہے، یہ دلوں کی زندگی کے لیے آیا ہے، اس میں دلوں کی تطہیر و صفائی کا علاج ہے، یہ مومنوں کے دلوں کو زندہ کرتا ہے، شک، نفاق، شرک، ٹیڑھ پن کے امراض اس سے دور ہوتے ہیں، مردہ دلوں میں ایمان، حکمت، بھلائی، رحمت، نیکیوں کی رغبت، اس سے حاصل ہوتی ہے۔ جو انسان قرآن کو دل کی توجہ سے پڑھے اور اس کے معنی و مطالب پر غور و فکر کرے، قرآن اس کے دل کے لیے نصیحت ہے قرآن کریم ترغیب و ترہیب دونوں طریقوں سے دلوں کو زندہ کرتا ہے اور ان نتائج سے متنبہ کرتا ہے جن سے رب تعالیٰ کی نافرمانی کی صورت میں دو چار ہونا پڑے گا جن سے انسان کی آخرت برباد ہو سکتی ہے۔ ان امور سے بھی آگاہ کرتا ہے جن پر عمل کر کے انسان کی زندگی سنور سکتی ہے۔ بہر حال جو لوگ ایمان لائیں اور قرآن پاک (نسخہ شفا) پر عمل کریں گے، تمام قلبی و روحانی امراض سے نجات پا کر اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی اور ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز ہوں گے۔ قرآن پاک کی تعلیمات مردہ دلوں کو زندہ رکھنے کا بہترین نسخہ ہیں۔

دل کے روحانی امراض کے علاج کے لئے حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ کی کتاب ''دل کی چالیس بیماریاں اور ان کا علاج'' کا مطالعہ کریں مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور سے طلب کریں۔

﴿شعبان المعظم اورشب برات﴾

(شعبان المعظم اسلامی تقویم کا آٹھواں مہینہ ہے)

وجہ تسمیہ: شعبان، شعب سے مشتق ہے جس کے معنی گھاٹی وغیرہ کے ہیں کیونکہ اس ماہ میں خیر و برکت کا عمومی ورود ہوتا ہے اس لئے اسے شعبان کہا جاتا ہے، جس طرح گھاٹی پہاڑ کا راستہ ہوتی ہے اسی طرح یہ مہینہ خیر و برکت کی راہ ہے۔ اسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہے۔

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور (ﷺ) فرمایا کرتے تھے کہ جب ماہِ شعبان آجائے تو اپنے جسموں کو پاکیزہ رکھو اور اس ماہ میں اپنی نیتیں اچھی رکھو، انہیں حسین بناؤ۔

حضور (ﷺ) کا معمول اور روزے: یہ ایک متبرک مہینہ ہے اور اس میں اہلِ اسلام نفلی روزے رکھتے ہیں۔ شعبان المعظم کے مہینہ میں زیادہ سے زیادہ روزے رکھنا مستحب ہیں، حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارے شعبان کے روزے رکھا کرتے تھے۔

اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی دو ماہ مسلسل روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کو رمضان کے ساتھ ملایا کرتے تھے۔

(مسند احمد حدیث نمبر (٢٦٠٢٢)، سنن ابو داؤد حدیث نمبر (٢٣٣٦) سنن ابن ماجہ)

اور ''ابو داود'' کے الفاظ کچھ اس طرح ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورے سال میں کسی بھی پورے مہینے کے روزے نہیں رکھتے تھے، لیکن شعبان المعظم کو رمضان المبارک سے ملاتے۔ ''صحیح ابو داؤد'' میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

لہٰذا اس حدیث کے ظاہر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پورا شعبان المعظم روزہ رکھا کرتے تھے۔ لیکن احادیث میں یہ بھی وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان کے اکثر ایام کا روزہ رکھا کرتے تھے۔

سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

روزوں کے بارے میں دریافت کیا تو وہ کہنے لگیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم روزے رکھنے لگتے تو ہم کہتیں کہ آپ تو روزے ہی رکھتے ہیں، اور جب آپ روزہ چھوڑتے تو ہم کہتے کہ اب نہیں رکھیں گے، میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان کے مہینہ سے زیادہ کسی اور مہینہ میں زیادہ روزے رکھتے ہوئے نہیں دیکھا آپ سارا شعبان ہی روزہ رکھتے تھے، آپ شعبان میں اکثر ایام روزہ رکھا کرتے تھے۔ (صحیح مسلم حدیث نمبر، ١١٥٦)۔

علماء کرام ان دونوں حدیثوں کو جمع کرنے میں اختلاف کرتے ہیں:

کچھ علماء کرام تو کہتے ہیں کہ یہ اوقات کی مختلف ہونے کی وجہ سے تھا لہٰذا کچھ سالوں میں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سارا شعبان ہی روزہ رکھا کرتے تھے اور بعض سالوں میں شعبان کے اکثر ایام روزہ رکھتے۔

شعبان کی ۳ تاریخ کو مدینہ منورہ میں حضرت امام عالی مقام سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی۔

شب برأت

یوں تو سارا مہینہ رحمت و برکت کا مہینہ ہے مگر اس کی پندرہویں رات جسے شب برأت کہتے ہیں بہت فضیلت و عظمت والی رات ہے۔ بعض مفسرین کے نزدیک قرآن حکیم میں اسے لیلۃ مبارکہ یعنی برکت والی رات کہا گیا ہے۔ حضور اکرم (ﷺ) فرماتے ہیں کہ نصف شعبان کی رات میں اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے اور مشرک، کینہ پرور، قطع رحمی کرنے والے اور بدکار عورت کے سوا سب کو بخش دیتا ہے۔

ابونصر نے بالا سناد روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، ایک رات میں نے حضور رسول اللہ (ﷺ) کو بستر پر نہ پایا تو (آپ کی تلاش میں) گھر سے نکلی۔ میں نے دیکھا آپ بقیع (کے قبرستان) میں موجود ہیں اور آپ کا سرِ انور آسمان کی طرف اٹھا ہوا ہے۔ حضور (ﷺ) نے مجھے دیکھ کر فرمایا، کیا تمہیں اس بات کا اندیشہ ہے کہ اللہ اور اس کا رسول تمہاری حق تلفی کریں گے، میں نے عرض کیا، یارسول اللہ (ﷺ) میرا گمان تو یہی تھا کہ آپ کسی بی بی کے ہاں تشریف لے گئے ہیں۔ حضور (ﷺ) نے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نصف شعبان کی رات آسمانِ دنیا پر جلوہ فرما ہوتا ہے اور بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے شمار سے زیادہ لوگوں کی بخشش فرما دیتا ہے۔

شب برأت جنت کے دروازوں پر فرشتے عبادت گزاروں کے لیے دعا کرتے ہیں: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور (ﷺ) نے فرمایا ''میرے پاس نصف شعبان کی شب حضرت جبریل علیہ السلام آئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ! آسمان کی طرف اپنا سرِ انور اٹھایئے'' میں نے

ان سے پوچھا ''یہ کون سی رات ہے؟'' انہوں نے عرض کیا ''یہ وہ رات ہے جس میں اللہ تعالیٰ رحمت کے تینسو (۳۰۰) دروازے کھول دیتا ہے اور ہر اس شخص کو بخش دیتا ہے جس نے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرایا بشرطیکہ وہ جادوگر، کاہن، سودخور، زانی اور عادی شرابی نہ ہو۔ ان لوگوں کی رب تعالیٰ بخشش نہیں کرتا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں۔ پھر جب رات کا چوتھائی حصہ گذر گیا تو حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر آئے اور عرض کیا ''یارسول اللہ'' اپنا سر مبارک اٹھایئے! آپ نے ایسا ہی کیا دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں اور،

پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے: خوشی ہے اس شخص کے لئے جس نے اس رات رکوع کیا۔

دوسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا ہے: خوشی ہو اس شخص کے لیے جس نے اس رات سجدہ کیا۔

تیسرے دروازے پر ایک اور فرشتہ کہہ رہا ہے: خوشی ہو اس کیلئے جس نے اس رات دُعا کی۔

چوتھے دروازے پر ایک اور فرشتہ پکارتا ہے: خوشی ہو اس رات ذکر کرنے والوں کو۔

پانچویں دروازے پر ایک اور فرشتہ اعلان کرتا ہے: خوشی ہو اس کے لئے جو خوفِ خدا میں اس رات رویا۔

چھٹے دروازے پر ایک اور فرشتہ پکارتا ہے: اس رات تمام مسلمانوں کو خوشی ہو۔

ساتویں دروازے پر ایک اور فرشتہ کہتا ہے: کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ اس کی آرزو اور طلب پوری کی جائے۔

آٹھویں دروازے پر فرشتہ آواز دیتا ہے: کیا کوئی معافی مانگنے والا ہے کہ اس کے گناہ معاف کئے جائیں۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں میں نے پوچھا۔ ''جبرئیل علیہ السلام یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے'' جبرئیل علیہ السلام نے کہا ''اول شب سے طلوعِ فجر تک'' اس کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے کہا یا محمد (ﷺ) اس رات میں رہائی پانے والوں کی تعداد بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوگی۔

حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

کسی کو اس رات سعادت نصیب ہوتی ہے تو کسی کو شقاوت، کسی کو جزا دی جاتی ہے تو کسی کو رسوا کیا جاتا ہے، کسی کو سرفراز کیا جاتا ہے تو کسی کو سرنگوں، کسی کو اجر دیا جاتا ہے تو کسی کو جدا کیا جاتا ہے، بہت سے کفن دھوئے ہوئے تیار رکھے ہوتے ہیں لیکن کفن پہننے والے (لاعلمی وغفلت کی بناء پر) بازاروں میں گھوم رہے ہوتے ہیں، بہت سے لوگوں کی قبریں کھدی ہوتی ہیں اور وہ خوشی میں مگن ہوتے ہیں، بہت سے چہرے ہنس رہے ہوتے ہیں حالانکہ ان کی موت سر پر کھڑی ہوتی ہے، ادھر بہت سے مکان نو کی تعمیر قریبِ تکمیل ہوتی ہے اُدھر ان کے مالک کوچ کو تیار ہوتے ہیں۔ (غنية الطالبين)۔

مختصر یہ کہ شب برأت ذکر و فکر، مجاہدہ و مراقبہ، رکوع و سجود اور تلاوت و درود و سلام کیلئے وقف ہونی چاہیے۔ اپنے گذشتہ اعمال بد پر ندامت کا اظہار کر کے بخشش کی دعائیں مانگنی چاہئیں اور آئندہ نیک اعمال کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیے یوں تو جب بھی اپنے بزرگوں اور دوسرے فوت شدہ بہن بھائیوں کو ایصال ثواب کیا جائے بہتر ہے مگر اس رات کو اور بھی زیادہ بابرکت ہے۔ یونہی زیارتِ قبور بھی خصوصیت کے ساتھ اس رات کے اچھے اعمال میں سے ہے۔

نہایت افسوس کی بات ہے کہ اتنی مقدس رات کو بھی بعض لوگ کھیل کود میں ضائع کر دیتے ہیں۔ آتش بازی، لہو ولعب اور پٹاخے چھوڑنا یوں بھی مناسب نہیں مگر اس رات کو اور بھی غلط ہے۔

احادیث و روایات نے کتنی تاکید کے ساتھ اس رات کو ذکر و فکر اور دن کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی مگر ہم ہیں کہ انجام سے بے پرواہ ہو کر جو جی میں آئے کر گزرتے ہیں۔ اسی کو شعور کی موت کہا جاتا ہے۔

﴿شب برأت کیسے منائیں، اور کیا کریں﴾

(۱)**توبہ و استغفار**: شبِ برأت کو اولاً تمام اعمالِ بد یعنی صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے پورے خلوص نیت کے ساتھ توبہ کی جائے تاکہ بیداریٔ شب کی حقیقی منفعت، قبولیت عبادت اور حصول اجر و ثواب سے بہرہ ور ہوں۔ اس طرح دائمی رضائے الٰہی اور اطاعتِ مصطفوی (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) کی سعادت حاصل ہو گی۔

(۲)**کامل شب بیداری**: ساری رات کی بیداری نہایت ہی احسن، پسندیدہ اور قضائے حاجات کا ذریعہ ہے۔ بغیر کسی عذرِ واقعی و شرعی کے اس رات کی بیداری سے پہلو تہی نہ کی جائے۔ شب برأت کو جاگنا اور عبادت میں گزارنا سنتِ مصطفوی ہے اور اکابر اسلاف کا اس پر عمل رہا ہے۔

(۳)**نوافل**: شب بیداری کے موقع پر جس قدر ممکن ہو نوافل ادا کریں آپ کسی بھی طریقے سے جس تعداد میں چاہیں پڑھ سکتے ہیں ہاں کچھ مخصوص طریقوں سے نفل پڑھنا مختلف بزرگوں سے منقول ہیں۔ ان طریقوں کی پیروی کرنا یقیناً زیادہ برکت کا باعث ہو گا۔

تعداد رکعت نوافل: (الف) بارہ رکعتیں۔ (ب) دو نفل: ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص پانچ پانچ سو بار۔ (ج) دس نوافل:۔ دو، دو کی نیت سے۔ ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص سو، سو بار۔ (د) دو نفل: ہر رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ الاخلاص سو، سو بار۔ یہ نوافل شب برأت کے آغاز میں یعنی نماز عشاء کے بعد جلد از جلد ادا کئے جائیں۔ (ر) سو نوافل: دو، دو کی نیت سے ہر رکعت میں دس بار قل شریف۔

(۴) **تلاوت:** ذکر، درود شریف۔ جس قدر ہو سکے قرآن پاک کی تلاوت کریں۔ کلمہ طیبہ اسم ذات الٰہی اور درود شریف کی کثرت کریں۔

قبرستان جانا اور دعائے مغفرت کرنا: حضور سیدنا رحمۃ للعالمین (ﷺ) شب برأت، شب قدر، ایام عید اور کئی مواقع پر جنت البقیع (مدینہ منورہ میں مسلمانوں کا قبرستان جواب بھی موجود ہے) میں تشریف لے جایا کرتے اور اہلِ قبور کے لیے بالخصوص اور پوری اُمت کے لئے بالعموم دعائیں فرمایا کرتے تھے، مخدومۂ دارین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے ثابت ہے کہ اس شب سرکار مدینہ (ﷺ) جنت البقیع تشریف لے گئے اور دعا فرمائی۔ لہٰذا ہم بھی شب برأت کو عام مسلمانوں کے مقابر اور مشائخ کے مزارات پر بھی حاضر ہوں اور دعا کریں۔ یہ عمل اللہ تعالیٰ کے نزدیک مستحسن ہے۔

ہم شب برأت میں کیا نہ کریں: صاف ظاہر ہے کہ جو افعال عام دنوں اور راتوں میں بھی ناجائز اور ممنوع ہیں وہ خاص رحمت و افضلیت کے مواقع پر شدید ممانعت کا حکم رکھتے ہیں۔ اس لئے اس مبارک رات سینما بینی، فضول گوئی، لغو بیانی، گانے بجانے، غیر اخلاقی و غیر شرعی حرکات، آتش بازی سے مکمل اجتناب کیا جائے۔ اس مبارک موقع پر آتش بازی کا ایسا مذموم و قبیح رواج چل نکلا ہے جو اس رات کی رحمانی برکت کے بجائے شیطانی نحوست کا باعث ہے۔ ہم اس قسم کے کاموں سے عذاب کی دعوت دیتے ہیں حالانکہ یہ رات تو ثواب کمانے کی رات ہے۔ خدا تعالیٰ آسمانوں سے ملائکہ رحمت بھیجتا ہے اور بخشش و رحمت کے دروازے کھولتا ہے مگر ہم مسلمان آسمان کی طرف بارودی ہوائیاں بھیج کر اور زمین پر آتش برسا کر گویا رحمت کو دور بھگاتے ہیں۔ یہ بے حد غفلت اور ناکامی کے کام ہیں۔ اس سے جانی، مالی، ایمانی اور روحانی نقصان ہوتا ہے۔

خدا تعالیٰ ہمیں اس شب کی برکات سے مستفید ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

﴿داڑھی اور آج کا نوجوان﴾

داڑھی رکھنا ہر مسلمان کا پسندیدہ عمل ہونا چاہیے کیونکہ داڑھی انبیاء کرام کی متفقہ سنت اور مسلمانوں کے لیے ایک ضروری عمل ہے۔ داڑھی سنت کے مطابق رکھنا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے کیونکہ مسلمان سنت کے مطابق داڑھی رکھ کر ایک غیر مسلم سے منفرد اور دینِ اسلام کا پیرو کار نظر آتا ہے۔ لیکن اگر آج کے اس فتنہ انگیز معاشرے میں جس طرح داڑھی کا مذاق اڑایا جا رہا ہے وہ سراسر دین اسلام کے خلاف اور نبی کریم ﷺ کی سنت کے خلاف ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دینِ

اسلام کے کسی بھی پہلو اور نظریہ کا مذاق اڑانا ایک مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

اگر ہم اپنے اس معاشرے کا جائزہ لیں تو سب سے زیادہ اور واضح بات یہ ہی ہے کہ سب سے زیادہ داڑھی کا مذاق اڑایا جا رہا ہے صبح اٹھ کر ہزاروں بلکہ لاکھوں امتی اپنے چہرے پر داڑھی کو صاف کر کے اس کو نالیوں میں بہا دیتے ہیں اور ان کو اس چیز کا ذرا بھی احساس نہیں ہوتا کہ ہم کتنے بڑے گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ آج کفار جس طرح ہمارے نبی کریم ﷺ پر کیچڑ اچھال رہے ہیں (نعوذ باللہ) اس پر ہم صرف احتجاج کر کے خاموشی اختیار کر لیتے ہیں اور کفار ہیں کہ ان کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی اور آئے روز اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ آخر اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی کئی وجوہات ہیں ان میں سے ایک داڑھی کا مذاق بھی ہے کیونکہ کفار ہمارے معاشرے میں انتشار پھیلانے اور مسلمانوں کے دلوں سے پیارے نبی کریم ﷺ کی محبت کو ختم کرنے پر لگا ہوا ہے لیکن ہم ہیں کہ ہمیں اس چیز کی پرواہ ہی نہیں ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے مختلف ارشادات میں داڑھی رکھنے کی ترغیب دی ہے اور ارشاد فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو اور داڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں کٹواؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ داڑھی رکھنا حقیقت میں مشرکین اور کفار کی مخالفت کرنا ہے لیکن آج ہمارے معاشرے میں داڑھی نہ رکھنا ایک الگ بلکہ جس طرح اس کا مذاق اڑایا جا رہا ہے کیا وہ اس کے اصولوں کے خلاف نہیں ہے؟ کیونکہ ہم کفار اور مشرکین کے پیروی نہیں کر رہے ہمیں ان سب کو بہت باریک بینی سے سوچنا چاہیے اور کفار کی سازش کو ناکام بنا کر اسلام کے جھنڈے کو سر بلند کرنا چاہیے۔

آج کل ہمارے معاشرے میں طرح طرح کی باتیں کر کے داڑھی نہ رکھنے کے بہانے بنائے جاتے ہیں مثلاً داڑھی رکھ کر کوئی غلط کام کریں گے تو داڑھی والوں کی بدنامی ہو گی ان لوگوں کا جذبہ تو اچھا ہے پر حقیقت میں شیطان کی بڑی چال ہے۔ ہمیں چاہیے کہ پیارے نبی اکرم ﷺ کی اس سنت کو اپنائیں اور کفار کی دینِ اسلام کے خلاف تمام سازشوں کو ناکام بنائیں۔

﴿واقعی دہلی کا قطب سخت ہے؟﴾

حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی بلند پایا عالمِ دین، مفسرِ قرآن اور معلمِ علومِ حدیث تھے آپ کے زمانے میں برصغیر پاک و ہند میں سیاسی ابتری اور معاشرتی ناہمواریوں کا بڑا زور تھا۔ دارالسلطنت دہلی میں معاشرتی برائیاں عروج پر تھیں۔ مختلف مذاہب کے دہشت گردوں نے مسلمانوں کا جینا حرام کر دیا تھا۔ مسلمانوں کی قوتِ حاکمہ ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی دارالسلطنت دہلی پر ایک طرف مرہٹے حملہ کر رہے تھے اور دوسری طرف پنجاب میں سکھوں کی چیرہ دستیوں سے مسلمان

تنگ آ گئے تھے حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی کے احباب میں سے ایک شخص ایسا تھا جو ملکی حالات کو دیکھ کر بڑا مضطرب رہتا تھا۔ اس نے ایک دن حضرت کی خدمت میں عرض کی حضور دہلی کا قطب کون ہے؟ جو اس طرح سویا ہوا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز دہلوی نے فرمایا کہ ''اولیائے مستورین'' اپنے فرائض سے غافل نہیں ہوتے مگر وہ مشیتِ ایزدی کے ماتحت اقدام کرتے ہیں، تاہم تمہیں دہلی کے روحانی گورنر تک پہنچانے میں مدد کرتا ہوں مگر تم صرف زیارت کرو گے، خاموش رہو گے اور کسی قسم کے دخل در معقولات نہ ہو گے ...... دہلی سے باہر سجان پور کو ایک سڑک جاتی ہے، دس میل کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا قصبہ ہے وہاں تجارتی قافلے رکتے ہیں اور لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں، وہاں سڑک کے کنارے ایک گھنے سایہ دار درخت کے نیچے ایک ضعیف شخص ملے گا جو بڑے خوبصورت خربوزے بیچ رہا ہو گا، وہ ان دنوں ''روحانی گورنر'' ہے۔ وہ شخص دہلی سے نکلا دوسرے دن خربوزے بیچنے والے کے پاس جا پہنچا اور ایک خربوزے کا نرخ پوچھا، اس شخص نے کہا صرف ایک اکنی..... اس نے اکنی دی اور خربوزہ اٹھا کر چھری سے چیر کر چکھ کر کہنے لگا..... بابا! یہ خربوزہ تو پھیکا ہے۔ جواب ملا اور لے لو اسے پرے رکھ دو۔ دوسرا اٹھایا بابا! اس سے تو بدبو آتی ہے۔ جواب ملا اس کو بھی پرے رکھ دو اور لے لو۔ تیسرا اٹھایا چیرا، بابا! اس میں تو کیڑے چل رہے ہیں۔ فرمایا! ادھر رکھ دو اور دوسرا لے لو۔

اس طرح اس شخص نے بابے کے سارے خربوزے یکے بعد دیگرے خراب کر دیئے پھر کہنے لگا بابا! تم نے تو مجھے لوٹ لیا بابا نے کہا! اپنی اکنی لے لو، شاید میں آج اچھے خربوزے نہیں لا سکا وہ شخص سارے خربوزے خراب کر کے اکنی جیب میں ڈالے رات کو شاہ عبدالعزیز دہلوی کے پاس آ گیا اور کہنے لگا کہ جب دہلی کا قطب ایسا ہے تو پھر یہ افراتفری کیوں نہ ہو! چند سال گزرے احمد شاہ ابدالی افغانستان سے اٹھ کر پنجاب کو روندتا ہوا دہلی پر حملہ آور ہوا، وہ پنجاب کے سکھوں کو بھگاتا ہوا دہلی جا پہنچا یہاں اس نے مرہٹوں اور دوسرے لشکروں کو نکال باہر کیا اور قتلِ عام کے ساتھ ساتھ اس نے ملک میں نظم و نسق کے مسئلے کو درست کیا۔ جو چوری کرتا اس کا ہاتھ کاٹ دیتا، جو قتل کرتا اس کو پھانسی پر لٹکا دیتا، جو زیادتی کرتا اسی وقت سزا دیتا، مختلف علاقوں کے لشکروں کی سرکوبی کر کے انہیں بھگایا گیا، دہلی اور مضافات میں امن قائم ہو گیا پھر وہی شخص شاہ عبدالعزیز کے پاس گیا اور کہا حضرت! ان دنوں دہلی کا قطب کون ہے؟ فرمایا جامع مسجد دہلی کی سیڑھیوں پر ایک بوڑھا مشکیزہ اٹھائے نمازِ جمعہ کے بعد نمازیوں کو پانی پلاتا نظر آئے گا، وہ ان دنوں دہلی کا قطب ہے وہ شخص جمعہ کی نماز کے بعد جامع مسجد جا پہنچا۔ اس نے دیکھا کہ مشکیزہ اٹھائے۔ (باقی ص ۲۹ پر)-----

قرآن کریم سورۃ التوبہ میں اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے اور نماز قائم رکھتے اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے تو قریب ہے کہ یہ لوگ ہدایت والوں میں ہوں“ (آیت ۱۸)۔

بہاولپور میں مرکزی جامع مسجد سیرانی کا نام آپ نے یقیناً کسی نہ کسی حوالے سے سنا ہوگا جہاں نصف صدی تک عظیم مذہبی، روحانی پیشوا، ہزاروں اسلامی، دینی، ادبی، درسی، تحقیقی کتب کے مصنف حضور مفتی اعظم ہند کے خلیفہ، ہزاروں علماء وحفاظ کے فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علامہ الحاج حافظ محمد فیض احمد اُویسی رضوی محدث بہاولپوری نور اللہ مرقدہ (۱۹۶۶ء تا ۲۰۱۰ء) نصف صدی تک درسِ قران وحدیث دے کر لاکھوں ویران دلوں کو عشق رسول ﷺ کی لازول دولت سے آباد کیے رکھا ہوا ہے۔ جس کے ہال میں بیٹھ کر ہزاروں علماء مشائخ کرام ان سے اپنی تعلیم کی تکمیل کے بعد دنیا بھر میں اسلامی، تبلیغی، خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ مسجد جہاں واقع ہے یہ بہاولپور کا غیر آباد علاقہ تھا دور تک آبادی کے آثار نہ تھے۔ غالباً ۶۷۔۱۹۶۶ء کی بات ہے جب حضرت اُویسی صاحب قبلہ اپنے آبائی گاؤں بستی حامد آباد خانپور کٹورہ سے اپنے مرشد کریم حضور حضرت خواجہ محمد دین اُویسی علیہ الرحمۃ الرحمٰن گدی نشین درگاہِ عالیہ حضور حضرت محکم الدین سیرانی صاحب السیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خانقاہ شریف (سمہ سٹہ) بہاولپور کے ایما پر یہاں تشریف لائے اس وقت بہاولپور میں مذاہب باطلہ کا زور مخالفینِ اہلسنت کا شور تھا محافل میلاد پر عملاً پابندی تھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا جرم سمجھا جاتا تھا بہاولپور میں اہلسنت تھے تو سہی مگر مخالفین کے مذہبی، سیاسی اثر ورسوخ کی وجہ سے بے یارو مدگار تھے اب بھی وہ بزرگ موجود ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ محفلِ میلاد گھروں میں چھپ کر کرتے تھے سرزمین بہاولپور اپنی بدقسمتی کو خوش قسمتی سے بدلنے کی دعا کرتی تھی دعا کی قبولیت کا وقت آیا قدرت مہربان ہوئی حضرت قبلہ اُویسی صاحب نے موجودہ جگہ مدرسہ ومسجد کے لیے معروف سماجی شخصیت قاضی محمد لئیق (مرحوم) سے خریدی مسجد کا سنگ بنیاد غزالی وقت رازی دوراں حضرت علامہ احمد سعید کاظمی محدث ملتانی قدسرہ، العزیز و سلطان السالکین محبّ العلم والعلماء حضرت سلطان بالا دین اُویسی نور اللہ مرقدہ، حضرت خواجہ شیخ کامل محمد عبداللہ عرف باروسئیں علیہ الرحمۃ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے رکھا اس کا نام سلسلہ اُویسیہ کے کے معروف بزرگ حضرت خواجہ محکم الدین سیرانی کی نسبت سے سیرانی مسجد رکھا گیا۔ اس کی تعمیر کے دوران حضور شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین پیر سیال لجپال رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ عظیم علمی، روحانی شخصیات تشریف لا کر اس کی تکمیل کے لیے دعا فرماتے رہے۔ مدرسہ اُویسیہ رضویہ

وسیرانی مسجد کے قیام سے عاشقان رسول ﷺ کے دل شاداں مخالفین کے چہرے پریشاں تھے اہلسنت کومحبتوں، عقیدتوں کا مرکز مل گیا منافقوں کا دل، دماغ ہل گیا۔

جامع مسجد سیرانی کی تعمیر میں عشقِ رسول ﷺ کا جذبہ رکھنے والے ہر مسلمان نے اپنی اپنی طاقت کے مطابق حصہ ملایا لیکن حضور خواجہ سلطان بالا دین اُویسی قدس سرہ اور جھنڈیر خانوادے کے معروف بزرگ حضرت الحاج میاں محمد صادق جھنڈیر علیہ الرحمۃ کے نام قابل ذکر ہیں جن کی شب وروز انتھک کوششوں سے بہت جلد سیرانی مسجد پایہ تکمیل کو پہنچی اور شیخ الفقہ والمیراث جگر گوشہ حضور مفسرِ اعظم پاکستان صاحبزادہ مفتی محمد صالح اُویسی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد ومدرسہ کی عالی شان تعمیر کے لیے اپنی تمام تر صلاحیتیں بروکار لائے۔ الحمدللہ مسجد ومدرسہ میں محافل حمد ونعت درود وسلام کا بول بالا ہونے لگا ملک بھر سے تشنگان علوم بہاولپور کا رخ کرنے لگے کئی کئی روز فاقہ کشی کے باوجود علماء کا شوقِ علم دیدنی ہوتا۔ کوئی محفل ، جلسہ، تقریب میں عوام جوق در جوق شریک سعادت ہوتے ہیں۔

معمولات: سیرانی مسجد شریف کے معمولات بزرگان دین، سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق ہیں صبح صادق کا آغاز نماز تہجد سے ہوتا ہے جامعہ اُویسیہ رضویہ میں بڑی کلاسوں کے طلباء فرداً فرداً صلوٰۃ اللیل ادا کرتے ہیں اذانِ صبح سے قبل درودِ تاج شریف پڑھا جاتا ہے صلوٰۃ وسلام کے بعد اذانِ فجر ہوتی ہے نماز باجماعت کے بعد کلمہ طیبہ شریف اور درودِ پاک کی ایک ایک تسبیح پڑھی جاتی ہے ختم شریف کے بعد ملک وملت کی سلامتی وبیمارانِ اُمت نبی العربی ﷺ کی صحت وسلامتی واُمت مرحومہ کی مغفرت کے ساتھ طلباء کے علم وعمل میں کامیابی کی دعا کی جاتی ہے۔ دعا کو قبولیت کی مہر لگانے کے لیے اجتماعی طور پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے سارا دن قال اللہ ﷻ وقال رسول اللہ ﷺ کی پر کیف صداؤں سے مسجد سیرانی شریف گونجتی رہتی ہے بعد نماز عصر حضور قبلہ فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان مدظلہٗ دور دراز قرب وجوار سے آئے ہوئے مریدین، متعلقین، متوسلین کو ملاقات کا وقت عطا فرماتے ہیں دعاؤں کا یہ سلسلہ مغرب تک جاری رہتا ہے۔ بعد نماز عشاء نوافل سنن وتر کے بعد اجتماعی طور پر ذکر بالجہر ہوتا ہے۔

اسلامی ایام وبڑی راتیں: اہلِ ایمان کا سب سے بڑا خوشی کا دن ۱۲ ربیع الاول شریف کی شب کو چراغاں وسجاوٹ کا بہترین اہتمام ہوتا ہے۔ دن کو عظیم الشان جلسہ جشن عید میلاد النبی ﷺ اور شاندار جلوس سیرانی مسجد سے شروع ہوتا ہے جلوس میں عاشقان حبیب خدا احمد مجتبیٰ ﷺ کا ٹھاٹیں مارتا ہوا سمندر نعرہ ہائے تکبیر ورسالت ذکر اللہ و درود وسلام پڑھتے ہوئے شریک سعادت ہوتے ہیں۔ ۲۷ رجب المرجب کی شب طلباء جامعہ اُویسیہ سیرانی مسجد میں معراج النبی

ﷺ کا پروگرام کرتے ہیں۔ ۱۵ شعبان لمعظم شب برأت مسجد شریف شب بیدار حضرات سے آباد ہوتی ہے۔ مسجد کے شرقی جانب جامعہ اُویسیہ کے عقب میں حضرت سید نور شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے نام سے موسوم قبرستان ہے اس رات مطابق سنت نبوی وہاں حاضری ہوتی ہے۔ ماہ صیام میں مساجد کی رونق دو بالا ہوتی ہے۔ سیرانی مسجد میں رمضان المبارک میں نمازیوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے سیرانی مسجد کی تعمیر کے ابتدائی سال ایک عرصہ تک حضور قبلہ فیضِ ملت نور اللہ مرقدہٗ تراویح میں ختم قرآن پاک خود سناتے رہے جب **۱۹۸۰ء** سے انہیں آقا کل جہاں سرورِ سروراں ﷺ کے مقدس شہرِ مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں تراویح میں ختم قرآن کریم سعادت حاصل ہوئی تو سیرانی مسجد میں تراویح میں ختم قرآن پاک کی سعادت جامعہ اُویسیہ کے فاضل ممتاز عالمِ دین علامہ سید مسرت حسین شاہ صاحب کے حصہ میں ہے۔ ۲۷ویں شب کو ختم قرآن مجید کی تقریب سعید ہوتی ہے اہلِ محلّہ سیرانی مسجد بڑے ذوق وشوق سے حصہ لیتے ہیں مسجد کو خوبصورت لائٹوں سے سجایا جاتا ہے۔

ماہانہ گیارویں شریف، ہفتہ وار جمعرات صبح دس بجے بزم اُویسیہ کا انعقاد ہوتا ہے جسمیں طلباء تلاوت، نعت، تقریر میں حصہ لیتے ہیں۔

جمعہ وعیدین کا اجتماع: بہاولپور میں اہلسنت کا عیدین کا بہت بڑا اجتماع جامع مسجد سیرانی میں ہوتا ہے۔ عید الفطر کے موقعہ پر اکثر حضرات حضور مفسرِ اعظم پاکستان فیضِ ملت محدث بہاولپوری مدینہ منورہ سے اعتکاف کی سعادت سے فراغت کے بعد خود نماز عید کی امامت کراتے رہے۔ جم غفیر کا عالم یہ ہوتا ہے کہ جامعہ اُویسیہ کے تمام تعلیمی ہال طلباء کے رہائشی کمرے مسجد کے ارد گرد گلی کوچے مسجد کی عقبی مین سیرانی روڈ میں نمازی ہی نمازی ہوتے ہیں۔

تعمیر نو کیوں؟: مسجد میں جمعۃ المبارک وعیدین اور مذہبی اجتماعات میں عوام الناس کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر مسجد کی قدیم عمارت (جو کہ کافی خستہ ہوچکی تھی) ناکافی ہونے کی وجہ سے جامعہ کی انتظامیہ نے مسجد شریف کو شہید کرکے ازسرنو (تین منزلہ) تعمیر کرنے کا فیصلہ کیا۔ مسجد کو خوبصورت بنانے اور ہال میں روشنی اور ہوا کو پہنچانے کے لئے کئی ماہرین سے مشورے کئے گیے کئی ماہ سوچ وبچار کے بعد ایک نقشہ بنایا گیا جس میں عمارت کو مضبوط اور پائیدار بنانے کے لیے ستون، بیم، کورکوال، چھتوں کے لیے سریا ڈیزائن کیا گیا حضور فیضِ ملت مفسرِ اعظم پاکستان علیہ الرحمۃ کی دیرینہ خواہش پر تیسری منزل پر گنبد خضراء شریف کی نسبت سے گنبد بنانے کے لیے کئی انجینئروں کو سر جوڑ کر بیٹھنا پڑا۔

بالآخر ایک نقشہ اور ایک ماڈل تیار ہوا جس پر۴۰۰،۱۴ا روپے خرچ آئے جس کے تحت تعمیر نو کے لیے ۲دسمبر ۲۰۰۲ء مطابق

۲۷ شعبان المعظم ۱۴۲۴ھ کو قدیم عمارت کو شہید کرنے کا کام شروع ہوا جس پر تقریباً ۵۰،۰۰۰ روپے خرچ آیا جبکہ ۲۶ ذوالقعدۃ ۱۴۲۴ھ یکم فروری ۲۰۰۴ء تعمیر نو کا سلسلہ شروع ہوا چونکہ مسجد کا ہال چودہ مرلے وسیع تھا چاروں طرف سے عمارات تھیں مٹیریل وغیرہ لانے میں کافی پریشانی کا سامنا ہوتا تھا بیسمنٹ کے لئے کھودائی کا مسئلہ بہت اہم تھا اردگرد کی عمارات کو سنبھالنے کے لیے بڑی احتیاط سے کام لینا پڑا اس عظیم منصوبے کے لئے لاکھوں روپے جمع ہونا ضروری تھے۔ اللہ اور اس کے پیارے حبیب کریم ﷺ کا نام لیکر کام کا آغاز کر دیا پھر کیا تھا ”لوگ ملتے گئے کارواں بنتا گیا“۔ ویسے حضرت فیضِ ملت حضور مفسرِ اعظم پاکستان نور اللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ ”ہمیں چندہ نہیں اللہ کا بندہ چاہیے“ تو اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کے قلوب اس کی تعمیر کی طرف پھیر دیئے۔

الحمد للہ وبکرم مصطفٰی علیہ التحیۃ والثناء ۱۸ ماہ کے مختصر سے عرصہ میں جامع سیرانی مسجد کی تینوں منزلیں تعمیر ہو چکی ہیں۔ وسیع بیسمنٹ میں طلباء کی کلاسیں لگی ہوئیں ہیں۔ ہزاروں نمازی با جماعت نماز ادا کر رہے ہیں۔ خوبصورت نورانی منظر کا نظارہ کرنے کے لیے کسی وقت بالخصوص جمعۃ المبارک پر تشریف لائیں یقیناً آپ روحانی تسکین محسوس کریں گے۔

صلاح عام ھے یارانِ نکتہ داں کے لیے: (بقیہ......قطب سخت ہے) ایک بوڑھا ہانپتا کانپتا سیڑھیاں چڑھ رہا ہے، لوگ دوڑ دوڑ کر اس سے پانی پی رہے ہیں۔ یہ شخص بھی آگے بڑھا ایک آبخورہ لیا اور پانی مانگ کر پینے لگا۔ آدھا پانی پیا اور آدھا زمین پر گرا دیا۔ بوڑھے کو یہ بات ناگوار گزری اور ایک زوردار طمانچہ رسید کرتے ہوئے کہا خربوزے والا سمجھا ہے کیا۔۔! وہ شخص ابھی سوچنے نہ پایا تھا کہ بوڑھے نے کہا ”دفع ہو جاؤ اور مولوی عبدالعزیز کو کہنا کہ تیرے جیسے بے ہودہ لوگوں کو ہمارے پاس نہ بھیجا کرے“ وہ شخص مولانا کے پاس آیا اور سارا ماجرا سنا کر کہنے لگا ”واقعی دہلی کا گورنر بڑا سخت ہے“۔

امامِ اعظم کانفرنس: جماعتِ اہلسنت ڈویژن بہاولپور کے زیرِ اہتمام ۱۸ مئی اتوار بعد عشاء مرکزی دارالعلوم جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں سراج الامۃ کاشف الغمہ حضرت سیدنا امامِ اعظم ابو حنیفہ کانفرنس کا انعقاد ہوا جس کی صدارت حضرت پیر طریقت رہبر شریعت قبلہ پیر سید خلیل الرحمٰن شاہ صاحب امیر جماعت اہلسنت ساہیوال ڈویژن نے فرمائی خصوصی خطاب مبلغ یورپ حضرت علامہ حافظ خان محمد قادری (لاہور) فاضل جامعہ اُویسیہ نے فرمایا۔ اس موقعہ پر علامہ امیر احمد نوری نقشبندی، قاری ظہور احمد قادری جانشین بیہقی وقت علامہ صاحبزادہ مفتی محمد محسن فیضی ضلعی امیر جماعت اہلسنت بہاولپور، مولانا محمد ظفر چشتی لودھراں، علامہ قاری محمد اطہر طاہر نے حضور فیضِ ملت علیہ الرحمۃ کے اساتذہ کرام

میں سے حضور محدثِ اعظم پاکستان کے حوالے سے خطاب کیا۔ حضرت صاحبزادہ علامہ محمد ریاض احمد اُویسی نے، حضرت اُستاذالعلماء علامہ عبدالکریم فیضی رحمۃ اللہ علیہ، حضور خورشیدِ ملت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی وروحانی خدمات پر روشنی ڈالی۔ درود وسلام کے بعد حضرت صاحبزادہ علامہ عاشق مصطفیٰ قادری صاحب علیہ الرحمۃ کے ایصال ثواب کے لیے دعا ہوئی۔

(صاحبزادہ محمد کوکب ریاض اُویسی)

مفتی اعظم پاکستان علامہ منیب الرحمن صاحب کو صدمہ: مفتی اعظم پاکستان صدر تنظیم المدارس پاکستان وچیئرمین رویت ہلال کمیٹی حضرت علامہ مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہٗ (کراچی) کے صاحبزادے حضرت ضیاء الرحمٰن صاحب طویل عرصہ علالت کے بعد فوت ہوئے۔

حضرت پیر طریقت خواجہ محمداشرف صاحب کو صدمہ: دربار عالیہ حضرت محمد حامد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فتح پور کمال (رحیم یار خان) کے سجادہ نشین حضرت قبلہ پیر طریقت خواجہ محمد اشرف صاحب کے بڑے صاحبزادے حضرت علامہ محمد ارشد صاحب طویل عرصہ علالت کے بعد فوت ہوئے۔ اظہار تعزیت کے لیے حضرت جگر گوشہ فیضِ ملت علامہ محمد ریاض احمد اُویسی کی قیادت میں بہاولپور سے علماء کرام کا قافلہ پیر صاحب کی خدمت میں فتح پور کمال حاضر ہوا۔

☆حضرت باباصوبیدار (ر) نذیر احمد قادری خلیفہ دربار حضرت سخی سلطان باہو (آستانہ عالیہ سلطانیہ ٹیل والہ بہاولپور انتقال فرما گئے)۔

☆حضرت مولانا محمد لقمان المدنی مدرس جامعہ فیضِ مدینہ یزمان کے جواں سال بھائی محمد عرفان ملتان جاتے ڈاکوؤں سے مقابلہ میں شہید ہوئے۔

☆ جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور کے فاضل محمد افتخار (ڈیرہ بکھا بہاولپور) کے بھائی محمد جمیل کا انتقال ہوا۔

"اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ"

جامعہ اُویسیہ رضویہ بہاولپور میں مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کے بعد دعائے مغفرت ہوئی قارئین کرام سے بھی دعا کی اپیل ہے۔

☆......☆......☆